296

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۲۵ - دسمبر تا یکم جنوری ۱۹۱۷ء ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۹ و ۱۶ ربیع الاول ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۵۱ و ۵۲

مدینۃ المسیح

مختلف مقامات کے احباب تشریف لے آئے ہیں اور ابھی دن رات آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے اس وقت تک مستورات بھی کثیر تعداد میں آچکی ہیں

آج ۲۵ - دسمبر بعد نماز ظہر جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے کے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد نے تلاوت قرآن شریف کی۔ اور جناب قاسم علی صاحب قادیانی نے نظم پڑھی۔ شیخ عبدالرحمن صاحب نومسلم کا غیر مسلموں کے اسلام پر اعتراضات کے جواب پر لیکچر ہوا۔

اخبار احمدیہ

غیر مبائعین سے قطع تعلق

الحمدللہ کہ غیر مبائعین میں سے وہ اصحاب جو اپنے دل میں صداقت کی تڑپ رکھتے ہیں اپنی غلطی کو محسوس کرتے ہوئے ان سے قطع تعلق کرکے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے کی بیعت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں دو تازہ خط درج کئے جاتے ہیں۔ امید ہے دیگر اصحاب ان سے فائدہ اٹھاتے اور جماعت احمدیہ میں منسلک ہوکر ان فیوض اور برکات کے امیدوار ہونگے۔ جو خدا تعالے کی برگزیدہ جماعت کے لیے مقرر ہوچکے ہیں۔

پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ونحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مرشدنا ومولانا سیدنا مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدمت عالی میں گذارش ہے کہ یہ عاجز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد حضرت خلیفہ اول جناب مولانا نورالدین صاحب کے ہاتھ پر بذریعہ خط بیعت سے مشرف ہوا تھا۔ بعد وفات خلیفہ اول اخبار پیغام صلح کے باعث اتنے دن غفلت اور دھوکے میں رہا۔ جس کے باعث اب تک حضور کی بیعت سے مشرف نہ ہوسکا لیکن اب میں غلطی محسوس کرکے خدا تعالی کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور حضور کی خدمت بابرکت میں عاجزانہ بیعت کی درخواست کرتا ہوں۔ امید ہے کہ میری غلطی کو حضور بھی معاف فرماکر زمرہ مبائعین میں داخل فرماویں گے اور قبولیت بیعت سے مشرف فرماکر اس عاجز گنہگار کے لئے بارگاہ رب العلی میں دعا فرماویں گے۔ فقط خاکسار غلام احمد ...

دوسرا خط

جناب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی زیدت دام اقبالہٗ - فدوی کی نہایت ادب سے گذارش ہے - چونکہ بندہ بوجہ کم عقلی یا دیگر سبب احمدی جماعت لاہور میں شامل رہا اور اپنی طاقت کے مطابق جہاں تک ہو سکا چھان بین کرتا رہا - مگر کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا - آخر کار یہاں تک نوبت پہنچی کہ بندہ چشمہ فیض سے محروم رہتا نظر آیا - اور بوجہ ندامت حاضر حضور میں بھی نہیں ہوا - اور میں اپنا چندہ وغیرہ بھی انجمن حصار کو تا حال دیتا رہا ہوں - اب مکرر عرض کرتا ہوں کہ اس عاجز کو بھی اپنے خدام میں داخل فرما دیں - میں سچے دل سے آپکے دست مبارک پر بذریعہ عریضہ ہذا بیعت کرتا ہوں - اور عرض ہے کہ مسافر کو بھی اطلاع دیجاوے - اگر میں بھی مخلص احمدیوں میں شامل ہو جاؤں - مکرر عرض ہے کہ میں اصل باشندہ قادیان کا ہوں اور منشی نور محمد عرف جو اس وقت انجمن قادیان میں ہے اس کا بھائی ہوں اگر رخصت ملی تو جلسہ پر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر نیاز حاصل کرونگا -

ولی محمد خاں پٹواری - احمدی - از بروالہ ضلع حصار

احباب کو اطلاع

برادر کظیم الرحمان صاحب سرویر لکھتے ہیں - کہ میری طرف سے یہ اطلاع شائع کردی جاوے کہ اگر کوئی احمدی بھائی اس طرف آئیں - یا اس راستہ سے گذریں - تو مجھے ضرور مل کر جایا کریں -

میرا پتہ یہ ہے - کظیم الرحمان سرویر ملٹری ورکس سروس ڈاکخانہ ڈیلی کچھ ڈیرہ اسمعیل خاں

نماز جنازہ

مندرجہ ذیل مرحومین کا جنازہ غائب پڑھا جائے - اور دعائے مغفرت کی جائے -

الہم الدین صاحب دسمبر یال کے لڑکے عبد اللطیف کا - سراج الدین صاحب سمبڑیالوی کا - اللہ بخش صاحب ساکن موسیہ والہ ضلع سیالکوٹ کے والد انگ صاحب کا - محمد حسین صاحب کے ماموں صاحب کا -

بقیہ مضمون صفحہ ۶

معاملہ بہت آسانی سے حل ہو جاتا - وہ جس وقت میدان مباہلہ میں آتا ہے - تو ابناءنا کے ماتحت حسنین فاطمہ ساتھ ہوتے ہیں - نساءنا کے ماتحت اپنی بیوی کو لاتا ہے - اور انفسنا کے ماتحت خود آسمان کے نیچے کھڑا ہو جاتا ہے - جس کو دیکھ کر فریق مخالف بھی تھرا جاتا ہے - کیا اس کا کوئی ادنیٰ سا نمونہ بھی آپ کے مفروضہ مباہلے میں پایا جاتا ہے - پس معلوم ہوا کہ آپ نہ تو مباہلے کے معنی جانتے ہیں اور نہ اُس کے اصول سے واقف ہیں - آخر مضمون مباہلے میں ربیع الاوّل کی چھٹی تاریخ کی خصوصیت کیوں ہے - میں نے تو ہزار کوشش کی - مگر سمجھ میں نہ آیا بہرحال مومن کا کام ہے کہ نیک گمانی کرے - اس لئے میرا خیال ہوا کہ شاید خواجہ صاحب کو سہو واقع ہوا ہے - اور اُن کا منشاء نویں ربیع الاول کی تاریخ سے ہے - کیونکہ میاں صاحب کا ایک نام فضل عمر بھی ہے - کیا اس مناسبت سے آپ بجائے نویں ربیع الاول کے چھٹی ربیع الاول تو نہیں لکھ گئے ہیں - ورنہ خواجہ غریب نواز کا عرس تو ۶ رجب کو ہوا کرتا ہے - اگر ہمارا خیال صحیح ہے - ممکن ہے کہ قادیان اور دہلی بددعا کے لئے پسند نہ کئے جائیں تو مناسب ہوگا کہ لکھنؤ منتخب کیا جائے مگر لکھنؤ کی نویں ربیع الاول کی صبح دیکھ کر شام کو مباہلہ کیا جائے -

اب خواجہ صاحب کو مباہلہ کی اہمیت معلوم ہو گئی ہوگی - اور پیشین گوئیوں کے متعلق بھی جن سے خواجہ صاحب بہت ڈرتے تھے - اور میاں صاحب کو کہتے ہیں کہ "کب تک برسوں کی پیشین گوئیوں سے خلقت کو ڈراتے رہوگے" کچھ صحیح معلومات و محسوسات ہو گئے ہونگے - ایک دھوکہ ہمارے خواجہ صاحب کو یہ ہوا ہے - کہ ان کے خیال میں پیشین گوئی جس وقت کی جائے اسی وقت وہ پوری ہوا کرے - غالباً انھیں معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ارض مقدس کے قبضہ کا موسیٰ سے وعدہ کرتا ہے - جو اُس کی زندگی میں پورا نہیں ہوتا ہے - ایک پاک وعدہ پاک راز کی طرح اُس کے خلیفہ یوشع بن نون کے زمانہ میں پورا ہوتا ہے - اور قریب آتے میرا آقا اور مولا جان فداش باوجنگ احزاب میں کدال لیکر کھڑا ہوتا ہے - خندق کھودنے کھودتے بیچ میں ایک پتھر نکلتا ہے جس وقت اس پتھر پر کدال پڑتی ہے اسمیں سے چنگاریاں اور روشنیاں نکلتی ہیں اور میرا آقا کہتا ہے کہ کسریٰ کے محل کی کنجیاں مجھکو دیگئیں پھر دوبارہ کشتِ الٰہی کا مقدس ہزدور کدال مارتا ہے - پھر اس میں سے ویسی روشنی نکلتی ہے معاً اسکے وہ خبر دیتا ہے کہ قیصر کے محلات کی کنجیاں مجھکو دیگئیں - اب تاریخ دین اتم و اکمل بتا رہی ہے کہ یہ پیشگوئیاں تو اس مخبر صادق کے عہد میں نہیں وہ اُس کے خلیفوں کے زمانہ میں - بلکہ اُس خلیفہ کے دور میں پوری ہوتی ہیں جس کا یہ عاجز ہمنام ہے کیا خواجہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کبھی نبی کی پیشگوئی ایک گھنٹہ میں پوری کی ہے - ہاں ان کا دعویٰ اس کا فزائیدن بر مصطفیٰ سے کم نہیں -

آخر میں ہم اپنا روئے سخن پیغام صلح لاہور کی طرف پھیرتے ہیں جس کی وساطت سے یہ اعلان ہم تک پہنچا ہے - ہم اس کی کشادہ دلی پر کہ اس نے میاں فضل کے نام کے اعلان کو اپنے ہاں نمایاں جگہ دی ہے مبارکباد دیتے ہیں - مگر اس نے جو نوٹ مباہلہ کے عنوان کے شروع ہونے سے پیشتر دیا ہے اس پر افسوس بھی کرتے ہیں - کیا کسی مسلمہ جماعت کے مذہبی پیشوا کو گیدڑ بنانا اور اس کی دینی صدا اس کو گیدڑ بھبکی سے تعبیر کرنا نفسانیت اور روحانی آلودگی کو نہیں ظاہر کرتا کیا پیغام صلح کا ایڈیٹر محمد کی بڑے نام دوستی کے لگانے سے محمد کے خدا کے اس حکم کو بھول گیا تھا جو ان شاندار الفاظ میں ہے - کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم -

ہم شروع سے پیغام صلح کے ساتھ تھے مگر چند دنوں کو یہ دیکھ کر کہ اس کے اندر تو تو میں میں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا ہم اس کو بالا علان کہے دیتے ہیں کہ اس نے اپنا وقار رفتہ رفتہ گرا دیا اس کی احمدیت کا اگر وہ اب بھی اس کا مدعی ہو تو تقاضا یہ تھا کہ وہ اس مباہلے پر مشترکہ مدافعت کے پہلو سے نظر کرتا اس کا اس درجہ مرکز احمدیت کو دور ہو کر محض فروعی امور کی بنا پر مباہلے کے نام سے خوش ہونا اس کی دینی مردنی ظاہر کرتا ہے - تاریخ اسلام بتا رہی ہے کہ حضرت علی سچے خلیفہ تھے اور حضرت امیر شام نے ان کی مخالفت کی تھی - بلکہ اگر میرا ناچیز علم صحیح ہے - تو میں کہہ سکتا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۵ - دسمبر ۱۹۱۶ء

حسن نظامی اور اُسکی لن ترانی

کہتے ہیں کہ زمانہ اپنی اندر گردش دوری رکھتاہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر شخصیتوں کے امثال صفحۂ دہر پر کیے بعد دیگرے معرض عدم سے پیرایۂ وجود پہنتے رہتے ہیں۔ اور بعض وجود بمقابل بعض کے اس قدر اس اس مشابہت کو پورا کرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے معلوم ہوتے ہیں۔ علاوہ اُن گواہیوں کے جو روحانی طبیبوں اور اسرار فطرت کے حاملین ۔ نے اپنے اپنے وقت پر ادا کی ہیں۔ خود زمین و آسمان کے مالک نے بھی اپنے پاک کلام قرآن شریف میں۔ اس راز کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (۳، ۱۵-)

یعنی اے عرب کے بت پرستو۔ ہم نے تمھاری طرف ایسا ہی رسول بھیجا ہے۔ جو تمھاری خراب حالت پر گواہ ہے ۔ جیساکہ فرعون کی طرف رسول بھیجا گیا تھا پس یہاں آنحضرت صلعم سید الانبیاء کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے ۔ اور وہ وعدہ عام طور پر یاد دلایا گیا ہے ۔ جو توریت میں بنی اسرائیل کو ایک عظیم الشان بنی کی بعثت کا دیا گیا تھا ۔ جسے ہم آج بھی اسی طرح بائیبل میں موجود پاتے ہیں۔ جس طرح ایک محفوظ کتبہ کہ جس کو حوادثات کے طوفان نے کسی کی یادگار میں قدرت کے خاص اشارے کے ماتحت صحیح وسالم چھوڑ دیا ہو۔ کتاب استثنار کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچویں کتاب ۔ اٹھارہویں باب کی پندرہ و سولہ آیت میں وہ درج ہے۔ پس حضرت موسیٰ کے مثیل سید الانبیا صلعم کو مبعوث کرنے کے بعد اسلام کی حفاظت ایک ضروری امر تھا۔ لہذا مالک ارض وسماء نے وعدہ دیا کہ جیسے خلیفہ اسرائیلی یعنی موسوی اُمت میں آتے رہے ۔ انھیں کی مانند اس اُمت میں بھی جو مثیل موسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے۔ خلفا پیدا کرتا رہونگا۔ تاکہ دین کو تمکنت حاصل ہوتی رہے۔ اور خوف کے بعد خلفاء کے ذریعے سے امن کے دن آتے رہیں۔ چنانچہ سورہ نور میں آیت استخلاف وعد اللہ الذین اٰمنو منکم الی آخرہ ۔ اس پر گواہ ہے ۔ کائنات کے مالک نے اس پر ہی اس مشابہت کے دائرے کو ختم نہیں کیا بلکہ جو الفاظ اسرائیلی بادشاہوں کے حق میں اپنے پاک کلام قرآن شریف میں استعمال کیئے ۔ وہی الفاظ اسلام کے آئندہ فرمانرواؤں کے لیئے بول کر یہ امر بھی منکشف کر دیا کہ اسرائیلی بادشاہوں کے امثال امت مثیل موسیٰ میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ پھر خود سرور کائنات نے حدیث صحیح میں ۔ اس مضمون کو اور بھی کھول دیا ۔ جبکہ فرمایا لتتبعن سنن من قبلکم ۔ یعنی تم اپنے سے پہلی اُمتوں کی پیروی کروگے اور نیز یہ کہ بعض اس اُمت میں سے یہودیوں کے قدم بقدم چلنے والے ہونگے ۔

پس جب ہم حضرت موسیٰ کے بعد سلسلہ موسویہ کو دیکھتے ہیں۔ تو سب سے پہلا وجود کہ جو موسیٰ علیہ السلام کا جانشین ہوا ۔ وہ حضرت یوشع بن نون کی زبردست شخصیت تھی ۔ کہ جو موسوی محل کی پہلی اینٹ تھی ۔ اور آخر میں اس موسوی سلسلہ کے دائرے کو پورا کرنے والا وجود باجود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا تھا موسوی اُمت کے قلوب حضرت یوشع بن نون کی اطاعت کا جوا اُٹھانے کے لیئے فراخدلی کے ساتھ لبیک کہ کر تیار ہوگئے ۔ مگر تقریباً چودہ سو سال بعد حضرت موسیٰ کے جب مسیح موسوی (آخری خلیفہ اسرائیلی کی بعثت بعض ابتلاؤں کے ساتھ ایک گاؤں ناصرت نام میں ہوئی ۔ تو اُسکی اُمت فقست قلوبھم کا مصداق ہوگئی۔ اور اُس نے آسمانی مائدے کو اپنی زمینی زندگی کے باعث حقیر اور نفرت بھری نگاہوں سے رد کر دیا۔ اور خدا کے برگزیدہ کو بیجا اتہام اور نارواطعن کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ اُس وقت کے ناہنجار یہودیوں نے یہ الزام حضرت مسیح پر لگاکر اپنی عاقبت خراب کی۔ کہ یہ داؤد اور ابراہیم جیسے جلیل القدر نبیوں کی توہین کرنے والا ہے۔ اس طرح وہ قوم جو ترقی کے زینوں پر چڑھنے والی تھی ۔ بجائے آگے بڑھنے کے پستی کے منازل کو طے کرنے لگی۔ اور آخرکار مغضوب علیہم کا سارٹیفکٹ اُن کو مل گیا۔ اور تا قیامت ذلت کی مار اُسے ماری گئی ۔ اور غریب بیکس مگر صدیقہ مریم کا بیٹا ہی خدا کا مسیح ٹھیرا۔ اور اُسی بیکس کو آسمانی قوتوں نے قبولیت کا تاج پہنایا گیا۔ جو متکبر فریسیوں اور فقیہوں کی نظر میں ذلیل ٹھیرایا گیا تھا ۔ وہ رعونت کے پتلے جبہ پوش یہودی عالم اور درویش جو گمراہی کا فتویٰ غریب ناصرت کے رہنے والے پر لگاتے تھے ۔ آسمانی گورنمنٹ کی قہری تجلی کے ساتھ تباہ کر دیئے گئے ۔ جو رومیوں کی شکل میں نمودار ہوئی مگر وہ الٰہی سلسلہ اُن بدبخت اور ذلیل ہستیوں کے سامنے بڑھتا ہی گیا۔ جو خدا کے مسیح کو ستانے کے لیئے ہر وقت کوشاں رہتی تھیں۔ یہ سب کچھ اُس نے کیا جو خالق ارض وسما ہے ۔ جو ہمیشہ سے بموجب اپنے وعدے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (اللہ نے مقرر کر رکھا ہے ۔ کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوتے رہیں گے ۔) کے مطابق نبیوں اور رسولوں کو غلبہ دیتا رہا۔

حاصل کلام یہ کہ خلافت سلسلہ محمدیہ کا پہلا جانشین خدا تعالےٰ نے بموجب اپنے وعدے کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا ۔ کہ جو حضرت یوشع بن نون کا مثیل تھا۔ پاک جماعت صحابہ نے اُسی فراخدلی کے ساتھ خدا کی اس نعمت کو قبول کیا ۔ جس طرح موسوی اُمت نے حضرت یوشع بن نون

کو قبولیت کا تاج پہنایا۔ لیکن یہ سلسلہ خلافت محمدیہ بموجب وعدے رب العزت کے مثیل مسیح پر ختم ہونا چاہیئے تھا۔ چنانچہ زمانہ چودہ سو سال بعد آنحضرت صلعم کے گذرنے کے ایک گاؤں قادیان نام میں خدا نے مثیل مسیح یعنی مسیح محمدی کو مبعوث کیا۔ جیسا کہ مسیح موسوی کو بھی چودہ سو سال حضرت موسیٰ کے ایک گاؤں ہی میں نازل فرمایا تھا۔ پس ضرور تھا کہ جس طرح کے الزام عیسیٰ ابن مریم یعنی مسیح موسوی پر اُمت موسوی کی طرف سے لگائے گئے تھے ایسے ہی کے الزام مثیل عیسیٰ ابن مریم یعنی مسیح محمدی پر بھی لگائے جاتے اور جو حالت اُس زمانہ کے فقیہوں اور فریسیوں کی تھی وہی حالت اس اُمت کے اکثر مولویوں اور درویشوں کی ہوتی۔ تاکہ خدا تعالےٰ کا کلام اور رسول اللہ کی نبوت پوری ہوتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے جس کی تازہ مثال خواجہ حسن نظامی نے پیش کی ہے۔ اور اسی کو پیش کرنے کے لئے یہ تمہیدی سطور لکھی گئی ہیں۔ جن کے متعلق میں کہتا ہوں۔ کہ اے دہلی کے رنگین شیخ زادہ اور اُس کے مریدو ذرا اسی مضمون کو بنظر تعمق دیکھ کر اپنی حالت پر غور کرو۔ میں آپ کے لئے انجیل سے صرف حضرت مسیح کے الفاظ نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔ سنو حضرت مسیح ناصری نے اپنے زمانہ کے جبّہ پوشوں اور گدی نشین پیروں کا کیا نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں "کہ فقیہہ اور فریسی جو کہتے ہیں۔ وہ کرتے نہیں۔ وہ آپ سے بھاری بوجھ جن کا اٹھانا مشکل ہے۔ باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں۔ مگر آپ انہیں اپنی انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے سب کام لوگوں کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے تعویذ بڑے بناتے۔ اور اپنی پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں۔ اور ضیافتوں میں صدر نشین اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں بازاروں میں سلام۔ اور آدمیوں سے ربّی (پیر و مرشد) کہلانا پسند کرتے ہیں۔ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند کرتے ہو۔ اے ریاکارو تم سفیدی پھری قبروں کی مانند ہو۔ جو باہر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں۔ مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور نجاست سے بھری ہوئی ہیں۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو۔ مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہوئے ہو۔ اے ریاکارو تم پر افسوس کہ نبیوں کی قبریں بناتے۔ اور راستبازوں کے مقبرے آراستہ کرتے ہو۔ ایک مرید کرنے کے لئے خشکی اور تری کا دورہ کرتے ہو۔ اور جب وہ مرید ہو چکتا ہے۔ تو اُسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو"

اے دہلوی جبہ پوش اور اُس کے مریدو چونکہ تم کو دعوےٰ ہے کہ تم سید ہو۔ بزرگوں کی اولاد ہو۔ ولایت کے مالک ہو۔ لہذا سنو۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آج سے دو ہزار سال پہلے تمہارے مثیل اسرائیلی اُمت کے ایسے لوگوں کے حق میں کیا گواہی دی۔ جبکہ وہ اُمت ان کلموں کی مالک بنی تھی۔ کہ ہم ابراہیم کے فرزند ہیں۔ خدا کے بیٹے ہیں۔ تو حضرت یحییٰ نے اُس ناہنجار گروہ کو جو بیجا تعلّی آمیز دعوے کرنے کا خوگر ہو گیا تھا اور چھلکا ہو کر اپنے کو مغز خیال کرتا تھا۔ جو دینی ہو کر آسمانی ہونیکا دعویدار تھا۔ یوں مخاطب کیا۔ "اے سانپ کے بچو تمہیں کس نے جتایا کہ آنے والے غضب سے بھاگو" پس توبہ کرو اور اپنے دلوں میں یہ کبھی خیال نہ کرو کہ ابراہیم ہمارا باپ ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پتھروں سے ابراہیم کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے"

پھر آج حضرت یسعیاہ نبی کا کلام تم پر بھی صادق آتا ہے۔ کیونکہ زمانہ نے اپنی گردش دوری کے ساتھ منشاء ایزدی کے ماتحت دوبارہ مسیح اور یہودیوں کے امثال کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ یسعیاہ نبی کا کلام مندرجہ ذیل ہے۔ "تم کانوں سے سنو گے۔ اور ہرگز نہ سمجھو گے۔ آنکھوں سے دیکھو گے اور ہرگز نہ معلوم کرو گے۔ کیونکہ اس اُمت کے دل پر چربی چھا گئی ہے۔ اور وہ کانوں سے اونچا سنتے ہیں اور اُنھوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں"

پس اے غافلو دیکھو قرآن اور حدیث نیز پہلے نبیوں کی کل پیشگوئیاں تم اپنے ہاتھ سے پوری کر کے مسیح محمدی کے دعوے صدق پر مہر کر رہے ہو تمہارا یہ اتہام اور نالائق الزام ہے۔ جو آج تم کو سوجھا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے تمام بزرگوں کو اور خصوصًا امام حسین علیہ السلام کی شان مبارک میں بے ادبی کے کلمات استعمال کئے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایسا ہی الزام ہے۔ جو نبیوں کی توہین کا مسیح ناصری پر یہودیوں نے لگایا تھا۔ دوسرا ایک کشف کچھ جھوٹ ملا کر بیان کیا ہے۔ جو یحرفون الکلم عن مواضعہ کا مصداق ہے۔ یہ کشف حضرت مسیح موعود کا ازالہ اوہام میں (جو مسیح موعود کی تصنیف کردہ ایک کتاب ہے۔ شائع ہو چکا ہے۔ ذرا اپنی آنکھوں سے بغض اور تعصب کی عینک اُتار کر پڑھو۔ کیونکہ یہ کشف کوئی قابل اعتراض امر اپنے اندر نہیں رکھتا۔ بلکہ اُس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود کے وجود میں فاطمی خون کی بھی آمیزش ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض دادیاں سادات کے خاندان سے تھیں۔ نیز مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی بھی حاصل ہے۔ جو آپ کو دہلی سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے لہذا بوجہ فاطمی خون کی آمیزش کے مسیح موعود کو فاطمی سمجھا گیا۔ نیز آپ کے الفاظ مثل زادہ کے جو آپ نے حضرت مسیح موعود کی نسبت تحریر کئے ہیں۔ یہ بھی آپ کی ایک قسم کی تصدیق ہے۔ کیونکہ آنے والے موعود کے لئے جو ثریا پر گئے ہوئے ایمان کو واپس لائے گا رسول کریم نے فارسی النسل ہونا ضروری ٹھیرایا ہے۔ (لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس)

یہاں تک تو آپ کے اس پُر مضمون کا جو پیغام صلح

لاہور ۔ ورسالہ نظام المشائخ لاہور میں چھپا ہے ۔ مدلل جواب ہے ۔ اب اُس باطنی جہاد کی نسبت چند باتوں کا اظہار کرتا ہوں ۔ آپ پر وہ مثل صادق آتی ہے ۔ کہ نہ نو من تیل ہوگا ۔ نہ رادھا ناچیگی ۔ اسے جملا کر اپنی لن ترانی سے مغالطہ دینے والے خواجہ صاحب ذرا کان کھول کر سنو ۔ کیا کل احمدی جماعت جو دور دراز حصوں میں پھیلی ہوئی ہے ۔ مع حضرت خلیفۃ المسیح کے اجمیر میں جمع ہو سکتی ہے ۔ اور کیا اس خانہ جنگی کے دنوں میں گورنمنٹ اتنے بڑے اجتماع کو قبول کریگی ۔ پھر کیا اتنا بڑا خرچ سفر جو کل احمدی جماعت کو اجمیر جمع ہونے کی صورت میں برداشت کرنا پڑے گا ۔ یہ کوئی معمولی بات ہے ۔

پھر آپ نے اپنی تحریر میں بوجہ صوفی ہونے کے کل بوجھ کو احمدی جماعت کے سر پر ہی رکھا ہے ۔ کہ احمدی جماعت ہی گورنمنٹ سے اجازت بھی حاصل کرے ۔ اور ذمہ داری بھی احمدی ہی کے سر پر عائد رکھی ہے ۔ علاوہ ازیں یہ بھی آپ کا ایک بار یک دجل ہے ۔ جو آپ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار کو چھوڑ کر اجمیر میں آنے کے لئے تحریر کیا ہے ۔ آپ نے سمجھا کہ اول تو اجمیر کی درگاہ کے خادموں سے کام لے لیا جائیگا ۔ کہ وہ داخل ہی اس جماعت کو نہ ہونے دیں گے ۔ لہٰذا الگ کے الگ بھی رہیں گے ۔ اور فتح بھی مفت ہاتھ آئیگی ۔ یہ آپ کا وہ باریک مکر ہے ۔ جس کا اظہار میں نے ضروری سمجھا ۔ تاکہ آپ کی پُر فریب اور جھوٹی ملمع سازی کا پردہ فاش ہو جائے ۔ اور وہ گروہ جو آپ کو کچھ سمجھ رہا ہے ۔ یا آپ کی تحریر سے کچھ سمجھنے لگے اُس کو معلوم ہو جائے ۔ کہ آپ میں سوائے جھوٹی اور پُر مکر شیخی اور تعلی آمیز تحریر کے اور کچھ نہیں ہے ۔ یعنی ڈھول کے اندر پول ہے ۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ سلسلہ اب اس پر ہی نہیں ختم ہوگا ۔ بلکہ آپ نے اپنی ذلت کا کل سامان اُسی ساعت اپنے لئے فراہم کر لیا کہ جس وقت اس باطنی جہاد والے مضمون کو تحریر کیا ۔ اور یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کا معجزہ ہے ۔ کیونکہ خدا وند عالم نے حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے فرمایا ۔ انی مھین من اراد اھانتک یعنی میں اُس کو ذلیل کرونگا ۔ جو تیری توہین کرنے کے درپے ہوگا ۔ اب اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آپ جیسے ملہم نادان کا گھمنڈ اور غرور توڑنے کے لئے ۔ بفضلہ تعالیٰ ہم موجود ہیں ۔ ہمارے نزدیک جو روّیہ آپ نے ایک گھنٹے کی باطنی کشتی کا اختیار کیا ہے ۔ خلاف قرآن و سنت نبوی کے ہے ۔ لیکن آپ کے نزدیک یہ طریقہ منشاء نبوی کے مطابق ہے ۔ اور نیز آپ کی تحریر اس امر پر دال ہے ۔ کہ آپ کو اپنی کامیابی کا یقین بھی کامل ہے ۔ لہٰذا ہم چار صورتیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ ان میں سے جو آپ کا جی چاہے قبول کریں ۔

اول یہ کہ ہم دو شخص انجمن احمدیہ لکھنؤ کی جانب سے لکھنؤ سے روانہ ہوں ۔ اور آپ دہلی سے چلیں ۔ دہلی اور لکھنؤ کے درمیانی شہر میں جس مزار کو آپ پسند کریں ہم دو شخص انجمن احمدیہ لکھنؤ کی جانب سے وہاں حاضر ہو جائیں گے ۔ آپ اپنی زبردست باطنی توجہ کو خواہ اکیلے یا معہ اپنے کل چند مریدوں کے ۔ ہم دونوں کے خلاف صرف کر بیٹھیگا ۔ اور پورا زور لگائیگا ۔ وقت آپ نے ایک گھنٹہ رکھا ہے ۔ ہم آپ کو دو گھنٹے دیں گے اور دو گھنٹہ تک آپ کے سامنے بیٹھے رہیں گے ۔ دو گھنٹے گذر جانے پر اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے زبردست ہاتھ سے ہمیں بچائے رکھا (جس کا ہم کو کامل یقین ہے) تو اُس صورت میں آپ کو ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اقرار کرنا ہوگا ۔ اور نیز ایک خط بیعت کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نام مع اپنی دستخطی تحریر کے ہمیں عنایت کرنا ہوگا ۔ اور اگر آپ غالب ہو جائیں ۔ یعنی اپنی باطنی توجہ سے ۔ بغیر کسی انسانی منصوبے کے ہمیں ہلاک کر دیں ۔ تو کل جماعت احمدیہ لکھنؤ حضرت مسیح موعود کو چھوڑ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیگی اور نقد مبلغ ؏ آپ کی خدمت میں نذرانہ بھی پیش کر دیا جائیگا ۔ لیکن ہم آپ کے مغلوب ہو جانے کی صورت میں سوائے اقرار صدق حضرت مسیح موعود کے اور دستخطی تحریر مذکورہ بالا کے اور کسی امر کے آپ سے خواہاں نہیں ہونگے ۔

دوم ۔ اگر آپ کو یہ منظور نہ ہو کہ آپ کا اور ہمارا اجتماع درمیان لکھنؤ اور دہلی کے ہو ۔ تو ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں ۔ کہ آپ لکھنؤ تشریف لے آئیے آپ کی ذات خاص کا کرایہ انٹر کلاس کا از دہلی تا لکھنؤ بعد اختتام مقابلہ مذکورہ بالا آپ کی نذر کر دیا جائیگا ۔ یہاں لکھنؤ میں حضرت شاہ مینا صاحب کا مقبرہ موجود ہے ۔ ضرور آئیے اور اپنی روحانی توجہ کا ثبوت دو گھنٹے کے عرصہ میں دیجئے ۔

سوم ۔ اور اگر آپ لکھنؤ تشریف نہ لا سکیں تو ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم دہلی میں حاضر ہو جائیں مزار حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں موجود ہے ۔ اپنے روحانی تصرف کا وہاں امتحان کرا دیجئے ۔ اس صورت میں ہم آپ سے کسی کرایہ وغیرہ کے بھی خواہاں نہیں ہیں ۔

چہارم اور اگر آپ کی روحانیت کا اثر صرف اجمیر ہی کی سرزمین پر ظہور کر سکتا ہے ۔ تو لیجئے روحانیت کے مدعی ہم وہاں بھی حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں ۔ اس صورت میں آپ ذمہ دار ہونگے کہ درگاہ کے خادموں سے داخلے کی اجازت ہمیں دلوا دیں ۔ ان تمام شہروں میں سوائے لکھنؤ کے اگر کوئی غیر احمدی شخص ہم سے جسمانی طور پر جھگڑا یا فساد کرنے پر آمادہ ہوگا تو آپ ذمہ دار ہونگے ۔ کیونکہ آپ جیسے مہیم دل بزرگ سے ہمیں یہ بھی امید ہے ۔ کہ کسی جاہل کو اشتعال دلا کر ہم سے لڑائی پر آمادہ کرا دیں ۔

اب اگر آپ میدان سے بھاگ جائیں ۔ یا کوئی شرط ناقابل عمل اپنے پاس سے بڑھا کر فضول وقت ضائع کریں ۔ تو آپ کی جھوٹی کرامت کا پردہ فاش ہو جائیگا ۔ اور دنیا پر آپ کی پُر فریب چال کا اظہار ہو جائیگا ۔ تو اب اٹھو اور اپنے اہل اللہ

ہونے کا ثبوت دو- یہ معیار ہمارا قائم کردہ نہیں ہے- بلکہ یہ آپ ہی کا تیار کردہ جال ہے- اسے خواجہ حسن نظامی کے مرید داور مددگار رو- یہی دہ ذلت کا سامان ہے- جو خواجہ صاحب نے اپنے ہاتھ کر اپنی لئے تیار کیا ہے- میں بفضلہ تعالے وجدانی طور پر پیشگوئی کرتا ہوں کہ خواجہ صاحب میرے مقابلہ میں میدان میں قطعی نہیں نکلینگے- اور اگر نکلینگے تو انشاء اللہ العزیز تازندگی ہلاکی کا ٹیکہ خواجہ صاحب کے ماتھے سے نہیں اترے گا- اور ہبل کے پرستاروں کی طرح ناکامیاب ہوکر مسیح موعود کو قبول کرنا ہوگا- پس اب آپ بذریعہ رجسٹری چٹھی کے جو آپ ہمارے نام پرروانہ کریں تاریخ اور مقام مع منظوری ان شرائط مندرجہ بالا کے ہمیں مطلع کریں- ہم بڑی بے قراری کے ساتھ منتظر ہیں- بجز اجیسا کہ عقاب اپنے شکار کے لئے آتا ہے- بفضلہ تعالے ویسے ہی آپ تاریخ اور مقام مقررہ پر ہمیں موجود پائیں گے-

ہم نے یہ موت کا پیالہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے- اور ہم دیکھینگے کہ آپ اسے قبول کرتے ہیں- یا جھوٹوں کی طرح بھاگ کر اپنی روسیاہی ثابت کرتے ہیں-

(نوٹ ضروری) سوائے رجسٹری چٹھی کے جو آپ کے دستخط سے مزین ہوگی- جو آپ ہمارے نام پر مندرجہ ذیل پتے پر روانہ کریں- اور کسی تحریر کو قابل جواب نہ سمجھا جائیگا-

خاکسار خیرالدین احمد احمدی- سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ

ناظرین الفضل کو اطلاع

سالانہ جلسہ میں مصروفیت کی وجہ سے اگلے دو تین پرچے اکھٹے شائع کئے جائیں گے- (ایڈیٹر)

خواجہ حسن نظامی کے اعلان کی اہمیت

اے اسیر عقل خود برہستی خود کم بناز
کین سپہر بوالعجائب چون تو بسیار آورد

جس نے اللہ کی یاد میں راتیں نالہ نیم شبی اور گریہ سحری کے ساتھ گذاری ہوں- جس نے اپنی حیات مستعار کی ریں اپنے مولا سے مناجات کرنے اور اس کی حضوری میں الحاح وزاری سے سربسجود ہونے میں ختم کی ہو اور جس کی آنکھیں اس کی معرفت اور حقیقت کی روشنی میں انسانی بے بضاعتی اور ناتوانی کو دیکھ چکی ہوں وہ اپنے خضوع اور خشوع کے ہوتے- اس سرچشمہ توحید اور منبع معارف سے ایسے تمرد اور ایسے عجم کے ساتھ کبھی بھی پیش نہیں آسکتا ہے- جس گستاخانہ دعوی اور اشتعال انگیز تقرب خود ساختہ سے خواجہ صاحب پیش آئے ہیں

کیونکہ انبیاء اس کے جلال سے لرزاں تھے اولیاء اس کے جبروت سے تھراتے تھے صفیا اور اتقیا اس کی نازک شان کرم و شان قہر سے ہمیشہ لب بند اور ساکت رہے- ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی عاد و ثمود کو مقہور و مغضوب کرنے والا خدا اور سرکشان عالم سے اشد ترین انتقام لینے والا حقیقی بادشاہ اپنی وحدانیت اور عالمگیر بازپرس کی شان "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار" کے رنگ میں دنیا کو دکھا رہا ہے- وہ انسانی ساخت کے گھروندوں کو مٹا رہا ہے- وہ انسانی موضوعات کے خوبصورت محلوں کو ڈھا رہا ہے- جس کو بصیرت والے اپنی جگہ دم بخود ہیں- اور طلبگار امان ہیں- مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ کس دریدہ دہنی اور بے باکی سے خواجہ حسن نظامی نے میاں صاحب کے متعلق یہ ارقام فرمایا ہے- کہ "مجھے اپنے برحق ہونے اور تمہاری مرنے کا پورا یقین ہے"

آج تک کسی غیر نبی نے اپنے حریف کے لئے اس شدت اور یقین اور علم الٰہی کی تقویت کے ساتھ ایسا حکم نامہ مرگ مناجات جاری نہیں کیا تھا- اس کے آگے اور بھی خدا سے مضحکہ کرنے کی کوشش بلیغ فرمائی گئی ہے- مثلاً لکھا ہے- "کچھ اور وجوہات بھی ہیں جن کو میں جانتا ہوں- اور میرا قبول کرنے والا- اور میری بات کی لاج رکھنے والا خدا جانتا ہے" یہ فقرہ مذکورہ بالا جملہ کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے مترشح ہوتا ہے- کہ گویا (نعوذ باللہ) خدا و برتر توانا خواجہ صاحب کا کوئی ایجنٹ ہے- یا وہ تجلی کا بٹن ہے- جس کو جس وقت خواجہ صاحب چھو دیں گے- یا دبا دیں گے تو اس سے قہر کی بجلیاں گر جائینگی اور اگر وہ ایجنٹ نہیں ہے- تو کم از کم خواجہ کے "رین بسیرا" سے بارگاہ احدیت تک کوئی ایسا "خلور سنٹ اسکرین" لگا ہوا ہے کہ خواجہ صاحب نے ادھر دیکھا- اور جملہ خدائی راز ان پر منکشف ہو گئے

سبحان اللہ اتنی جسارت اور اتنی روحانی تبختر یہ خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ "تمہاری طرح خودستائی نہیں کرتا" اس خاکساری پر تو اس درجہ زور شور ہے- اگر خودستائی کرتے تو کیا کرتے- اور لطف یہ کہ مباہلہ کی آیت اور اس کے لوازم تک سے ان کی واقفیت واجبی ہے-

جس رنگ میں ہمارے خواجہ صاحب مباہلہ کرتے ہیں- وہ بھی اپنی نوعیت میں فرد ہے- جس کی مثال کسی گذشتہ نبی کے حالات میں نہیں ملتی ہے- مباہلے میں تو صرف بد دعا ہوا کرتی ہے- یہ جرب بازی چہ معنی دارد- کیا یہ بھی پہلوانوں کے داؤں پیچ ہیں- کیونکہ افسوس نہ تو آپ اتمام حجت کرتے ہیں- نہ آپ دلائل دیتے ہیں- بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اکھاڑے کے میدان میں پہلوان رستم و نریمان کا بروز کھڑا ہوگیا ہے- اور چاہتا ہے- کہ میں بھی وار کروں- اور میرا حریف بھی وار کرے- کاش کہ اس معاملہ میں بھی وہ میرے آقا مولا محمد مصطفی کے اسوہ حسنہ کو دیکھ لیتے- تو

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم ۲)

درس قرآن کریم کے نوٹ

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

سورہ ہود

پانچواں رکوع

(۱۴ دسمبر ۱۹۱۷ء)

حضرت ہود اور ان کی قوم

اس رکوع میں ایک اور قوم کی ہلاکت کا ذکر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ پہلے یہ بتایا تھا۔ کہ دیکھو جس طرح نوحؑ کی وہ قوم ہلاک ہوئی تھی۔ جو اس پر ایمان نہیں لائی تھی اسی طرح اس رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی قوم کے وہ لوگ جو مومن نہیں ہونگے۔ ہلاک ہونگے۔ اس کے بعد ایک اور مثال بیان کی۔ کہ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا۔ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔ ہودؑ کو ہم نے اس کی قوم عاد کی طرف بھیجا تھا۔ جس نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ کیونکہ تمام صفات حسنہ اللہ ہی میں پائی جاتی ہیں۔ اور وہی تمام برائیوں سے پاک ہستی ہے۔ اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

یہ کہنے کے بعد حضرت ہود کا ان کو یہ کہنا کہ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ۔ تم لوگ جھوٹے اور مفتری ہو۔ بلا ضرورت معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ان کو کہدیا گیا کہ تمہارے لئے سوا اللہ کے اور کوئی معبود ہی نہیں۔ کہ جس کی تم عبادت کرو۔ تو وہ جھوٹے اور مفتری تو ثابت ہو گئے۔ پھر ان کو مفتری کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ لوگوں کو دو طریق سے قائل کیا جاسکتا ہے۔ (۱) دلائل کے ساتھ۔ (۲) ان کے بڑے لوگوں کے اقوال کے ساتھ۔ حضرت ہود نے ان دونوں طریقوں کو استعمال کیا ہے۔ جب مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ فرمایا۔ تو دین کے لحاظ سے تو خدا کے سوا باقی معبودوں کا باطل ہونا ثابت ہوگیا۔ باقی رہ گئی تھی ان کی یہ بات کہ ہمارے بڑے جو ان معبودوں کو پوجتے رہے ہیں۔ اور ان کے معتقد رہے ہیں۔ کیا وہ یونہی پوجتے آئے ہیں۔ اس کا رد اس میں کر دیا۔ کہ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ۔ خدا کے سوا اور کسی کو معبود ماننا محض افترا ہے۔ اس کی کچھ بھی حقیقت اور اصلیت نہیں ہے۔

کیا انبیاء اجر کی خواہش رکھتے ہیں

یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝

اس آیت میں حضرت ہود نے ایک لطیف بات بیان کی ہے۔ لیکن وہ مولوی جو دین کے نام سے کچھ خدمت کر کے اپنی اجرت وصول کرنے کا جواز نکالنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو نبی بھی اجر مانگتے ہیں۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ انسانوں سے نہیں مانگتے۔ بلکہ خدا سے مانگتے ہیں۔ لیکن مانگتے تو ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ خدا کی طرف سے انبیاء کو بڑے بڑے انعامات ملتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ جو کام کرتے ہیں۔ وہ ان انعامات کے ملنے کی امید پر کرتے ہیں۔ جو ان کو حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ انہیں خدا سے ایسا تعلق۔ ایسی محبت اور ایسا عشق ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں بغیر کسی اس قسم کی امید کے کرتے ہیں۔ پس انبیاء کسی اجر کی خاطر نہیں کرتے۔ ہاں انہیں اجر مل جاتا ہے۔ اور یہ ملنا خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ نہ کہ ان کی خواہش پر۔ کیونکہ انہیں تو اس قسم کی کوئی خواہش اور آرزو ہوتی ہی نہیں۔ اور اس قسم کے کلام انبیاء اس لئے کرتے ہیں۔ کہ خدا کی عظمت اور بڑائی ظاہر ہو۔ کیونکہ اگر وہ لوگوں کو صرف یہی کہیں کہ ہم تمہارے محتاج نہیں ہیں اور تمہاری کسی قسم کی مدد کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ تو اس میں ایک قسم کا تکبر اور بڑائی پائی جاتی ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے جہاں وہ لوگوں کی طرف سے اپنی بے نیازی کا اعلان کرتے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی کہدیتے ہیں اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ۔ کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ اس کا اجر اللہ پر ہی ہے یعنی اس کے ہم ہر وقت محتاج ہیں۔

اسی طرح یہاں حضرت ہود نے کہا ہے۔ کہ اے میری قوم میں اپنے کام کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ اور نہ اس کی مجھے کوئی ضرورت ہے۔ ہاں میرا اجر اس پر ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ اس میں انہوں نے جہاں ان لوگوں کے متعلق اپنی بے احتیاجی پر زور دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ تمہاری کسی امداد کی مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔

یہاں خدا کی شان اور عظمت کا خیال رکھ کر یہ کہا ہے کہ ہاں میں اس کا محتاج ہوں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

اس میں انھوں نے یہ بتایا ہے کہ مجھ کو پیدا کرنا پرورش کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ جب میرے رب نے مجھے پیدا کیا ہے۔ تو کیا وہ میری احتیاجوں کے سبب مجھے تمہارا محتاج کر دیگا۔ ہرگز نہیں۔ میں اس کا نبی ہوں اور اسی نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔ اس لئے وہی میری ہر ایک ضرورت اور حاجت کو پورا کرتا ہے۔ کہ جب دنیاوی بادشاہ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ اپنے فرستادوں کو دوسروں کا محتاج ہونے دیں۔ تو خدا کب ایسا کر سکتا ہے کہ مجھے تمہارا محتاج ہونے دے۔ پس تم عقل کرو۔ اور میری باتوں کو جو محض تمہارے فائدہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں قبول کرو۔

حضرت ہود کا خطاب اپنی قوم سے

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ۝

اے میری قوم کے لوگو اپنے رب سے بخشش مانگو اور اسی کی طرف جھک جاؤ۔ یعنی اس وقت تک جو گناہ کر چکے ہو۔ ان کے متعلق بخشش مانگو اور آئندہ کے لئے تمہارے رب نے جو احکام بھیجے ہیں۔ ان پر عمل کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم پر بہت برسنے والی بارشیں بھیجی جائینگی۔ اور تمہاری طاقت کو اور زیادہ بڑھا دیا جائیگا۔ اور تم مجرم ہوکر ان باتوں کا انکار نہ کرو۔

یہ ان کو اس لئے کہا گیا کہ انہیں اپنے مال و دولت، طاقت اور عزت کا گھمنڈ تھا۔ اسی لئے وہ حضرت ہود کی باتوں کو قبول نہ کرتے تھے۔ انھیں بتایا گیا کہ اگر ان باتوں کو مان لوگے تو تمہارا اس میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ فائدہ ہی ہوگا۔ اور پہلے کی نسبت ہر ایک چیز جس کو نقصان پہنچنے کا تمھیں خیال ہے بہت زیادہ حاصل ہو جائیگی۔

(۵ - دسمبر ۱۹۱۷ء)

حضرت ہود کو ان کی قوم کا جواب

حضرت ہود کی باتیں سنکر ان لوگوں نے جیسا کہ منکرین انبیا کا طریق ہے کہا۔ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ۝

دلیل تو کوئی لاتا نہیں۔ یونہی کہتا ہے کہ میری باتیں مان لو۔ ہر نبی کے منکر یہی کہتے ہیں۔ آج کبھی نبی کے منکروں نے یہ نہیں کہا کہ کوئی دلیل بھی لایا ہے۔ اب بھی غیر احمدی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کوئی دلیل تو لائے نہیں۔ پھر ان کو کس طرح سچا مان لیں۔

حضرت ہود کو انھوں نے کہا تم صرف دعویٰ ہی دعوے کرتے ہو۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ دلیل تو کوئی لائے نہیں۔ اس لئے ہم تمہاری باتوں کو کس طرح مان لیں۔ اور اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ پس ہم تیرے کہنے پر اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور نہ ہی تیرے سچا ہونے پر ایمان لا سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہمارے معبودوں کی چونکہ تم بے ادبی کرتے ہو۔ اس لئے انھوں نے کچھ تمھیں چمٹا دیا ہے۔ اسی لئے تو ایسی باتیں کرتا ہے۔ ورنہ تو بھلا چنگا تھا

حضرت ہود کا جواب الجواب

اس کے جواب میں حضرت ہود نے ان کو کہا ہے۔ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝

کہ میں اللہ کو شہادت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور تم بھی گواہ رہو۔ جو تم شرک کرتے ہو۔ اس سے میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں۔ یعنی اللہ کے سوا جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے۔ میں ان سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ پس تم سارے مل کر میرے خلاف کوشش کرو۔ اور مجھے ذرا بھی ڈھیل نہ دو۔ لیکن میرا کچھ بھی نہ بگاڑ سکوگے۔ کیونکہ اس لئے کہ مجھے اس رب پر بھروسہ ہے۔ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ اور وہ ایسی طاقت اور شان والا ہے۔ کہ ہر ایک جاندار کو اس نے ناصیہ سے پکڑا ہوا ہے۔ پھر میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔

اخذ بناصیہ یہ ایک محاورہ ہے جو غلبہ اور طاقت ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عرب لوگ قیدیوں کو جب لڑائیوں میں پکڑ کر لاتے تھے۔ تو ان کو ایک قطار میں کھڑا کرکے قوم کا سردار ان کی پیشانی کے بال پکڑ کر انھیں اپنی طاقت اور فتحمندی جتلانے کے لئے نیچے جھکایا کرتا تھا۔

ان ربی علی صراط مستقیم کے دو معنی ہیں۔ (۱) خدا کی نصرت اور تائید انھیں لوگوں کو ملتی ہے۔ جو صراط مستقیم پر چلتے ہیں۔ کیونکہ خدا صراط مستقیم پر ہے۔ (۲) میرا خدا عادل ہے۔ ظلم نہیں کرتا۔ کسی کا حق نہیں مارتا۔ اور عدل سے ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ چونکہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ غلط۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ صحیح ہے۔ اور خدا نے ہی مجھے بھیجا ہے۔ اس لئے وہ کبھی ایسی بے انصافی نہ کریگا کہ اگر تم سارے کے سارے بھی میرے خلاف کھڑے ہو جاؤ۔ تو وہ مجھے چھوڑ دے بلکہ مجھے ہی کامیاب کرے گا۔

غلیظ گاڑھی چیز کو کہتے ہیں۔ جس سے نکلنا مشکل ہو۔ عذاب غلیظ۔ ایسا عذاب ہوگا کہ خواہ تم اس سے بچنے کی کتنی بھی کوشش کروگے۔ نہیں بچ سکوگے۔

چھٹا رکوع

(۷ دسمبر ۱۹۱۷ء)

حضرت صالح اور قوم ثمود

اس رکوع میں خدا تعالےٰ ایک تیسرا واقعہ بیان فرماتا ہے۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۝ کہ ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ جس نے آکر انھیں وہی کہا۔ جو پہلوں نے کہا تھا۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ کیونکہ اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا۔ (انسان کا پیدا کرنا چونکہ سب سے بڑا احسان ہے اس لئے اسی کو حضرت صالحؑ نے بیان کیا) پھر واستعمرکم فیہا تم کو اس نے اس زمین میں آباد کیا۔ یعنی تمھارے لئے کچھ ایسے قوانین و ضوابط مقرر کئے کہ اگر ان پر عمل کرو گے۔ تو فائدہ اور نفع حاصل کرو گے۔ اور اگر ان کے خلاف کرو گے۔ تو نقصان اور تکلیف اُٹھاؤ گے۔ تو خدا نے تم کو اس لئے پیدا کیا تھا۔ کہ زمین میں امن و امان سے رہو۔ عدل و انصاف کو کام میں لاؤ۔ اس کے حکموں پر عمل کرو۔ جن باتوں سے اس نے منع کیا ہے ان سے بچو۔ لیکن چونکہ تم نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے مجرم ہو گئے ہو۔ پس اب تمھیں چاہئے کہ خدا سے معافی مانگو۔ اور اس کے احکام پر عمل کرو۔ تاکہ تم اپنے جرم کی سزا سے بچ سکو۔ جب تم ایسا کرو گے۔ تو خدا تمھیں معاف کر دیگا۔ تمھیں اپنے گناہوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ کہ شاید معاف نہ ہوں۔ میرا رب قریب اور مجیب ہے۔ وہ ضرور معاف کر دے گا۔

یہاں قریب سے مراد مکانی قرب نہیں۔ بلکہ مدد اور تائید مراد ہے۔ کہ میرا خدا فوراً تمھاری توبہ قبول کر سکتا۔ اور تمھیں مدد دے سکتا ہے۔

پھر سوال ہوتا تھا۔ کہ یہ تو مان لیا ہے۔ کہ خدا ہمیں مدد دے سکتا ہے۔ لیکن کیا ہم جو اس قدر نافرمانیاں کر چکے ہیں۔ ہماری توبہ قبول بھی کرے گا اس کے متعلق فرمایا وہ مجیب ہے۔ تمھاری دعاؤں کو قبول بھی کرے گا۔

(۸-دسمبر ۱۹۱۷ء)

نبی کے مبعوث ہونے سے قبل اس سے امیدیں

حضرت صالحؑ نے جب اپنی قوم کو وہ تعلیم سنائی۔ جو تمام انبیاء دیتے آئے ہیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی عبادت کرو۔ اور اس حقیقت کے قبول کرنے کی طرف بلایا جس سے ان کی دنیا اور دین دونوں سنور سکتے تھے۔ تو خدا تعالےٰ بتاتا ہے۔ کہ اُنھوں نے کیا جواب دیا۔ اُنھوں نے کہا قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا۔ کہ اے صالح اب سے پہلے تو ہم تم پر بڑی بڑی اُمیدیں لگائے بیٹھے تھے۔ کہ ہمیں تم سے بڑا فائدہ پہنچیگا۔ لیکن اب تم نے اچھا فائدہ پہنچایا ہے کہ ہمیں انہیں معبودوں کی عبادت کرنے سے منع کرنے لگ گئے ہو۔ جن کی ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔

انبیاء کے مبعوث ہونے سے پہلے ان کی اعلیٰ درجہ کی پاک اور صاف زندگی اور بے نظیر قابلیت کو دیکھ کر لوگوں کا ان سے بڑی بڑی اُمیدیں لگانا۔ ایک ایسی بات ہے۔ جو خدا تعالےٰ انبیاء کے لئے ضرور رکھ دیتا ہے۔ تاکہ پہلے سے ہی لوگ ان کی صداقت کے قائل ہوں۔ اور انھیں سچا اور راستباز سمجھیں۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہو۔ اور لوگ ان کی پاک اور بے عیب زندگی سے آگاہ نہ ہوں۔ اور ان کی راستبازی۔ صداقت شعاری کا انھیں یقین نہ ہو۔ تو جب ایک نبی پہلے ہی دن آکر دعویٰ کرتا ہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ اس وقت اس کے پاس وہ کونسی دلیل ہو سکتی ہے۔ جس کو دیکھ کر کوئی ایمان لے آئے۔ وہ اس کی پہلی ہی زندگی ہوتی ہے۔ اور وہی اس کی صداقت کا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ کیا کہ میں خدا کا نبی اور رسول ہوں۔ تو اس کو سنتے ہی حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ حضرت زیدؓ ایمان لے آئے۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے جو سفر میں گئے ہوئے تھے۔ آتے ہوئے جس وقت یہ سُنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اُسی وقت یہ کہکر مان لیا کہ محمد جھوٹ بولنے والا نہیں۔ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ سچ کہتا ہے۔ جس وقت سنا اُسی وقت تصدیق کی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا تو مولوی نور الدین صاحب اور کئی اصحاب نے۔ اسی وقت تصدیق کی۔ اور اسی وقت قبول کر لیا۔ اُنھوں نے اس وقت کونسا نشان دیکھا تھا اور کونسی بات ان کو نظر آئی تھی۔ یہی کہ حضرت صاحب کی پہلی زندگی ان کے سامنے تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کو کہا گیا تھا۔ ؎

ہم مریضوں کی ہے تمھیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

تو ہر ایک نبی لوگوں کا مرجا ہوتا ہے۔ اس کے کاموں۔ اور عادات اور اخلاق کو دیکھ کر جو وہ نبوت سے پہلے دکھاتا ہے۔ اس سے بڑی بڑی اُمیدیں۔ اور آرزوئیں وابستہ کی جاتی ہیں۔ لیکن جب وہ خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو دو فریق ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جو سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہمیں جو اُمیدیں اس سے تھیں۔ وہ پوری ہو گئی ہیں۔ اس نے دین کا بیڑا اُٹھا لیا ہے۔ اور ہماری روحانی اصلاح ہونے لگی۔ دوسرے وہ جو یہ خیال کر لیتے ہیں کہ چونکہ اس کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اسے اپنی اُمیدیں پوری کرنے والا قرار دیا کرتے۔ اور اس کو اچھا سمجھتے تھے۔ اس سے اس کام میں

گیا ہے۔ اور ہماری خواہشوں کے خلاف کرنے لگا ہے۔

ایسے لوگوں کا یہاں ذکر ہے۔ جنہوں نے حضرت صالح کو کہا کہ ہمیں تو تم سے یہ امید نہ تھی۔ کہ ایسا کرو گے۔ اور باپ دادا کے خلاف باتیں کرنے لگ جاؤ گے۔ دوسری بات یہ کہی کہ جس کام کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے۔ اس میں ہمیں ایسا شک پیدا ہو گیا ہے جس نے ہمیں گھبرا دیا ہے۔ یا وہ ایسا شک ہے۔ جو اور شک پیدا کرنے والا ہے

یہاں کہا جا سکتا ہے کہ جب پہلے ہی شک ہوا۔ تو پھر وہ شک شک پیدا کرنے والا کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک شک تو ایسا ہوتا ہے۔ جو ایک حد میں محدود ہوتا ہے۔ لیکن بعض ایسے شک ہوتے ہیں۔ جن سے آگے اور شک پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی بات ان لوگوں نے کہی ہے۔

حضرت صالح کی پہلی زندگی کے بے لوث ہونیکا ثبوت

انھوں نے تو اپنی طرف سے حضرت صالح پر اپنا حملہ بڑا زوردار بنایا ہے۔ لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حضرت صالح کی پہلی زندگی پر کوئی حرف نہیں لا سکے کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ جو کچھ تو اب بیان کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمیں شک پیدا ہو گیا ہے۔ گویا نبوت کے مقام پر کھڑا ہو کر جو کچھ انھوں نے کہا۔ اس میں انھیں شک پیدا ہوا۔ اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ تمھاری پہلی زندگی ایسی اس قابل ہے۔ کہ جس کے متعلق ہمیں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ اور اس میں ہم کوئی نقص نہیں دیکھتے۔ ہاں اب جو تو کہتا ہے۔ اس میں ہمیں شک ہے

(۹- دسمبر ۱۹۱۷ء)

جب حضرت صالح کی قوم نے ان کے دعوے کو رد کیا۔ تو ان کو بھی سنت اللہ کے ماتحت جو عذاب کی خبر دی گئی تھی۔ اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ اور انھوں نے کہا۔ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝

مخالفین انبیاء پر عذاب آنے کی وجہ

انبیاء کے رستہ میں ہمیشہ ان کے مخالف روکیں ڈالتے ہیں۔ دکھ دیتے ہیں۔ اور تکالیف پہنچاتے ہیں۔ اگر وہ انکار ہی کریں۔ اور شرارت سے کام نہ لیں۔ تو دنیا میں ان پر عذاب نہ آئے۔ بلکہ موت کے بعد ہی ان کا مواخذہ ہو۔ مگر وہ چونکہ دنیا میں حق اور صداقت کے پھیلانے میں روکیں ڈالتے ہیں۔ اور خدا کے برگزیدہ بندوں کو طرح طرح کے دکھ دیتے ہیں۔ اس لئے دنیا میں بھی ان پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

حضرت صالح کو جب ان کی قوم کے لوگوں نے بہت دق کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ اللہ کے راستہ میں چلنے والی اونٹنی ہے۔ اور تمھارے لئے نشان ہے۔ یہ جہاں چاہے اسے چلنے دو۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ لوگوں کے کھیتوں میں جہاں چرنے کے لئے جائے جانے دو۔ کیونکہ یہ کہنا ایک نبی کی شان کے خلاف ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ اس پر سوار ہو کر جہاں میں تبلیغ حق کے لئے جاتا ہوں مجھے جانے دو۔ اور اس کے راستہ میں روک نہ ہو۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فلاں کی سواری جاتی ہے۔ اس سے مراد اگرچہ سوار کا جانا ہوتا ہے۔ لیکن نام سواری کا ہی لیا جاتا ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ عرب میں رواج تھا کہ جو شخص اپنا رعب اور طاقت جتلانا چاہتا تھا۔ وہ اپنی طرف سے کوئی جانور چھوڑ دیتا تھا کہ وہ جہاں چاہے جائے۔ کوئی اس کو نہ روکے۔ اور نہ مارے۔ اسی رواج کے مطابق خدا تعالے کی شان اور عظمت کے لئے حضرت صالح نے اونٹنی کو چھوڑا۔ لیکن میرے نزدیک پہلے معنی ہی ایک نبی کی شان کے مطابق ہیں۔ اور وہی موزوں ہیں۔

قرآن کریم کا کمال

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۠ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝

اس آیت سے ایک خاص بات معلوم ہوتی ہے جو قرآن کریم کے متعلق ایک عظیم الشان نتیجہ مرتب کرتی ہے۔ اور وہ یہ کہ انہی معنوں کی آیت صرف ناموں کے بدلنے سے پہلے بھی آ چکی ہے۔ جو یہ ہے۔ الا ان عادًا کفروا ربھم الا بعدا لعاد قوم ھود۔ اس آیت میں قوم ہود کا فقرہ زیادہ ہے۔ حالانکہ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ اور ایک ہی مقصد کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ پھر اس میں یہ فقرہ کیوں بڑھا دیا گیا۔ اور اس میں "قوم صالح" کہنا کیوں چھوڑ دیا گیا۔ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ قرآن قافیہ بندی کرتا ہے۔ اور چونکہ یہاں قافیہ بندی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے قوم صالح کہنا چھوڑ دیا ہے۔ اور پہلی آیت میں چونکہ قوم ہود کے بغیر قافیہ بندی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے وہاں اسے رکھا گیا۔ لیکن یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ اس میں ایک حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ قرآن کریم میں کوئی ایک لفظ بھی بغیر ضرورت اور فائدہ کے نہیں لایا جاتا۔ چنانچہ یہی آیات اس کا ثبوت ہیں

چونکہ عاد نام کی دو قومیں ہوئی ہیں۔ ایک عاد ارم۔ جس کا ذکر سورہ فجر کی آیت الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد میں ہے یہ ایک بڑے علاقہ پر حکمران رہی ہے۔ اور شام۔ یمن۔ حجاز وغیرہ علاقہ میں اب تک بھی اس کے نشانات ملتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ثمود کی قوم اور پھر وہ عاد قوم ہوئی ہے۔ جس میں حضرت ہود کو بھیجا گیا۔ تو وہاں یہ بتانے کے لئے کہ یہ کون سے عاد تھے۔ قوم ہود کہہ کر تشریح کر دی۔ کہ ہود والے عاد۔ نہ کہ عاد ارم۔ لیکن یہاں چونکہ ایسی تشریح کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے قوم صالح کے الفاظ نہیں رکھے۔ تاکہ بغیر ضرورت کے کوئی لفظ نہ لایا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الزامی جوابات کا ہینڈ بل

خداوند تعالیٰ نیک جزا دے جناب ماسٹر احمد حسن فرید آبادی کو "معین المبلغین" کا کہ کر بڑا احسان کیا۔ آسانی سے سوال حل ہو جاتا۔ اور فوری جواب دیا جا سکتا ہے خاکسار کے دل میں آیا اگر مشہور مشہور اور قابل توجہ اعتراضات کے الزامی جوابات اکٹھے کر دیئے جائیں۔ تو انشاء اللہ مفید ہوگا۔ لوگ "من قال" کو دیکھتے ہیں اور "ما قال" کو نہیں۔ بٹ ملّا اور حجتی مولوی قرانی اور حدیثی نکات معرفت پر کسی امام ضعیف قول کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ اس لئے الزامی جواب "لیپ" "چپ شود" فرقہ کے لئے وہی کام کرتا ہے۔ جو مرضیا کی پچکاری سول کے درد کو۔ میں نے اکثر جگہ معقول جواب کو بھی الزامی شکل میں پیش کیا ہے۔ تاکہ ان تاریک کھوپڑیوں پر جلدی سے اسی طرح اثر کرے جس طرح کہ نسوار دماغ کے بطون کو ہلا دیتی ہے کہ نئے نئے دلائل اور نئے نکات پیدا کرنا! میں کیا اور میری بساط کیا۔ وہی بزرگان ملت کے دلائل کسی قدر تبدیل لباس کے ساتھ پیش ہیں۔

ایمان اٹھ گیا تھا کہ ملائکہ کچھ نہیں۔ وحی فقط ایک پرانی داستان (اساطیر الاولین) اور خدا کا مکالمہ محض ایک جنون ہے۔ حیرت ہوتی تھی کہ کس طرح انبیاء سابقین کے زمانہ میں لوگ نبی وقت کی مخالفت کرتے تھے۔ درپے آزار ہوتے استہزا کرتے۔ کھلے کھلے معجزات کو سحر مبین کہتے۔ سچے ہادی اور خیر خواہ کو کذاب اشر کا نام دیتے۔ عقل نہیں مانتی تھی کہ کس طرح خدا نے باوجود مخالفین کی قوت وطاقت کے باوجود اعداء کے زور و غلبہ و کارگر منصوبوں کے باوجود دشمنوں کی حکومت۔ دولت و علم کے باوجود منکرین و مکذبین کے جم غفیر و تعداد کثیر کے ان بے سروسامان انبیاء کی تائید کی۔ اور ایسی نصرت کی ہوا چلائی کہ اس کا تختہ الٹ دیا کہ مخالفین کا نام و نشان تک نہ چھوڑا۔

پھر فلسفہ انکار کرتا تھا کہ کس طرح موسیٰ کی لاٹھی سانپ بن گئی۔ کس طرح "والنا له الحدید" داؤد کو آہن موم کرد۔ کس طرح حضرت عیسیٰ کو ننگے درخت پھل دیتے۔ کس طرح عجوز عقیم کے گھر اولاد ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان واقعات کو سچ کر دکھلایا اور بتلا دیا کہ دیکھو ایسی مخالفت کرتے ہیں ایسے پتھر مارتے ہیں۔ ایسی انتڑیاں لادتے۔ ایسے کانٹے بچھاتے ہیں۔ کھلے کھلے معجزات کا ایسا انکار کرتے ہیں۔ اس طرح وطنوں سے نکالتے ہیں۔ پھر دیکھو خدا ایسی تائید کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس طرح فتح مکہ کرتا ہے۔ اس طرح دشمن خائب و خاسر ہوتے ہیں۔ اس طرح لستغنا بالسلطنة کا نظارہ دنیا دیکھتی ہے۔ اس طرح ہم بادشاہ بنتے ہیں۔ (فداک روحی یا رسول اللہ۔ فداک روحی یا رسول اللہ) اور اس طرح ہماری شان یوسفی "لا تثریب علیکم" بولتی ہے۔ اور دیکھو سوکھے تھن سے دودھ بہاتے ہیں۔ دو روٹیوں سے لشکر کا پیٹ بھرتے ہیں۔ اس طرح ایک مٹھی کنکریوں سے دشمن کی فوج کو اندھا بناتے ہیں۔ اس طرح ایک انگلی کے اشارے سے بادل کو ہٹاتے ہیں۔ اور چاند کو دو ٹکڑے کرتے ہیں۔ اس طرح تھوک سے سانپ کا زہر اتارتے ہیں۔ ہاں دیکھو اس طرح سلسلہ وحی شروع ہوتا ہے۔ اس طرح خدا باتیں کرتا ہے۔ اس طرح فرشتے ہم پر اترتے ہیں۔ اس طرح سید الاولین والآخرین ان تمام واقعات کے جو توریت و انجیل میں لکھے تھے۔ مصدق (سچا ثابت کرنے والا) ہیں۔ اب منکر کو گنجائش نہیں۔ آپ نے ان واقعات کو سچا ثابت کر دیا۔ ماضی کو حال کر دیا اور استقبال میں بھی خود ہی جلوہ گر ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جری اللہ فی حلل الانبیاء تمام انبیاء کے وارث ہیں۔ اس لئے آپ بھی مصدق انبیاء ہیں۔ لوگوں کے یقین جب پرانے آیات اللہ سے اٹھ گئے۔ اور اس زمانہ کی مخالفت نے ہمیں یقین دلا دیا کہ بیشک صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی ایسے ہی ستائے جاتے ہونگے۔ اس زمانہ کے مامور کی تائید آسمانی سے ہمیں یقین آیا کہ سچ مچ انبیاء سابقین و سید المرسلین کی تائید یزدانی ایسی ہوئی ہوگی۔ اس زمانہ کے علماء کا اعجاز المسیح وغیرہ کا جواب نہ لکھ سکنا ثابت کرتا ہے کہ بیشک عرب جو ساری دنیا کو عجم (گونگا) کہتا تھا قرآن کے نزول کے بعد گونگا ہوگا۔

پھر کیا ممکن ہے کہ علماء وقت کے اعتراض وہی رنگ اور وہی پہلو نہ رکھتے ہوں۔ جو منکرین سابقین کی جہالت میں تھا۔ الکفر ملة واحدة اس لئے یہ الزامی جوابات بطور نمونہ لکھے ہیں۔ کہ جس طرح نبی وقت انبیاء سابقین کا مصدق۔ مخالف بھی منکرین سابقین کا مصدق ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان جوابات کو اختصار کی خاطر فقط اشاروں اور کنایوں میں لکھا گیا ہے۔ تاکہ معزز مجیب کے لئے بطور نوٹ کے کام آوے۔ وما توفیقی الا باللہ

سوال۔ متوفیات سے صرف موت کے معنے کیوں لیے

حالانکہ تفسیروں میں دوسرے معنی بھی لکھے ہیں۔

جواب ۱ حضرت ابن عباس جن کے علم القرآن کی دعا نبی کریم نے کی تھی۔ وہ جب "ممیتک" فرماتے ہیں۔ اور پھر امام بخاری اسے نقل فرماتے ہیں۔ تو ہم کسی مفسر کی پرواکیوں کریں۔

سوال ۲ - وان من اھل الکتاب الا لیومنن به قبل موته - لام تاکید ہمیشہ مستقبل کے لئے آتا ہے۔ پس حیات عیسیٰ ثابت۔

جواب ۲ موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھیر کر دیکھو۔ اگر نہیں مانتے۔ تو سنو۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" ان میں مستقبل کے معنے کیسے کروگے۔

سوال ۳ - مہدی اور عیسیٰ دو ہیں۔ مرزا صاحب دونوں کیسے بن گئے۔

جواب ۳ - حدیث لا مھدی الا عیسیٰ اگر یاد نہیں۔ تو زرقانی صفحہ ۳۴۸ ۔ جلد خامس میں دیکھو۔ ان عیسیٰ اِنی وَاحد من ھذا الامة امتی امت سے عیسیٰ ہوگا۔ امام احمد حنبل پر اعتراض کرو جو حضرت عیسیٰ کے متعلق فرماتے ہیں۔ اماما مھدیا حکما عدلا حضرت عیسیٰ امام مہدی۔ حکم۔ عدل ہونگے۔ نعمت اللہ ولی پر اعتراض کرو سہ مہدی وقت عیسیٰ دوراں ۞ ہر دو را شہسوار مے بینم۔ وہ کون "ا۔ ح۔ م۔ د۔ سے خوانم"

سوال ۴ - تیرہ سو صدیوں کے مجددوں کے نام تو۔

جواب ۴ - ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا نام دکھا۔ شاہ ولی اللہ امام غزالی۔ مجدد الف ثانی نے دعویٰ نہیں کیا تھا؟

سوال ۵ - مرزا صاحب نبوت کے مدعی ہیں۔ حالانکہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات - نبوت میں سے اب فقط مبشرات ہی باقی ہیں۔

جواب ۵ امام ابن حجر سے پوچھو۔ فتح الباری جلد ۲ ۔ صفحہ ۳۳۲ میں فرماتے ہیں۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ وکان السر فی ندور الالھام فی زمانہ صلعم وکثرتہٖ من بعدہٖ غلبة الوحی اللہ صلی اللہ وسلم وارادة اظھار المعجزات فکان المناسب ان لایقع لغیرہ منه فی زمانه شیء فلما انقطع الوحی لموته وقع الالھام لمن اختصه اللہ للامن من اللبس فی ذالک ترجمہ نبی کریم کے زمانہ میں الہام کی کمی کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے وقت میں وحی کا غلبہ اور معجزات کے اظہار کا زمانہ تھا۔ اس لئے مناسب نہیں تھا کہ سوائے آپ کے اور کسی کو وحی یا الہام ہو۔ لیکن جب وحی بند ہوگئی تو جن کو اللہ تعالےٰ نے خاص کیا۔ ان پر الہام آیا۔ کیونکہ اب تو التباس اور شک سے امن ہے۔

سوال ۶ - لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو عمر ہی ہوتے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

جواب ۶ - ہم اگر جواب دیں گے تو آپ کب ماننے والے ہیں۔ صاحب مرقاۃ کا جواب سنئے لو لم العث لبعثت یا عمر۔ پھر لو عاش ابراھیم لکان نبیا۔ ابراہیم اگر زندہ رہتا۔ تو نبی ہوتا اس کے معنے بتلائیے۔

سوال ۷ - لا نبی بعدی جو حدیث میں آیا ہے۔ یہ تو صاف ہے۔

جواب ۷ - حضرت محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ ۶۴ میں صاف جواب دیا ہے فما ارتفعت النبوۃ بالکلیه ولھذا قلنا ارتفعت نبوۃ التشریع وھذا معنی لانبی بعدی۔ نبوت بالکل نہیں اٹھ گئی ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ نبوت تشریعی اٹھ گئی ہے۔ اور یہی معنی ہیں لا نبی بعدی کے۔ (یعنی تشریعی نبی کوئی نہ آئیگا) آن سے کہئے۔

سوال ۸ جب الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آگیا تو معلوم ہوگیا کہ نبوت کی نعمت تمام اور دین کامل ہوگیا۔ تو اب امت محمدیہ نبی کے آنے سے مستغنی ہے۔

جواب ۸ پہلے تو امام ابن حجر۔ امام زرقانی۔ صاحب مرقاۃ حضرت شیخ اکبر۔ حضرت سید جیلانی وغیرہ بزرگوں سے استفسار کرو کہ کیوں انھوں نے اس آیت کو نظر انداز کردیا۔ پھر اس آیت پر غور بھی کرو۔ ثم اتینا موسی الکتب تماما علی الذی احسن و تفصیلا لکل شیء۔ پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ جو کامل اور ہر چیز کا تفصیلی ذکر کرنے والی ہے۔ موسیٰ کامل نبی اور توریت کامل کتاب پھر توریت کے بعد نبی کیوں آئے؟

سوال ۹ - اپنے مطلب کے لئے نبوت تشریعی۔ اور غیر تشریعی نکالی ہے۔ ہم نے تو کبھی نہیں سنا۔

جواب ۹ اوپر کے بزرگوں کا نام تو لے ہی چکا ہوں اب معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مجدد الف ثانی۔ نعمت اللہ شاہ ولی شاہ ولی اللہ۔ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی۔ مولانا روم۔ مولوی اسمٰعیل شہید حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام لے دیتا ہوں

سوال ۱۰ - پیشگوئی جب پوری نہیں ہوتی۔ تو کہدیتے ہیں

کہ الہام کے سمجھنے میں غلطی ہوئی - یا مقابل نے رجوع کر لیا۔

جواب ۱۰ - حضرت نوح نے الہام کے سمجھنے میں غلطی کی اپنے بیٹے کو اہل سمجھ لیا - حضرت یونس نے عذاب کو قضاء مبرم سمجھا تھا - نکلی قضاء معلق - رجوع سے ٹل گئی - نبی کریم نے صلح حدیبیہ میں کیا فرمایا ؟ ولکن بیہ اہیں اجتہادی غلطی ہوئی - خواب دیکھ کر ایک مقام سمجھا تھا - نکلا مدینہ - (انبیاء کا خواب وحی ہے -)

سوال ۱۱ - احمد بیگ کی لڑکی اور داماد نہیں مرے -

جواب ۱۱ - خود احمد بیگ جو مر گیا - وہ تو نظر انداز - محمود بیگ سرگروہ مغلاں اور دو بڑھیاں داخل سلسلہ ہوئیں - خود داماد اور ساس نے معذرت کے خط لکھے - یہ تو رجوع نہیں اور حضرت یونس کا واقعہ رجوع والا بھی بھول گیا۔

سوال ۱۲ - کہتے ہیں یہ نکاح آسمانی ہے -

جواب ۱۲ - پادری فنڈر نے بھی واقعہ زینب بیان کرتے ہوئے - یہی لفظ نقل کئے ہیں - وفی السماء رزقکم وما توعدون - آسمان پر تمہاری روزی اور تمہارے وعدے ہیں - جب انبیاء کے وعدے آسمان ہی میں پورے ہوتے ہیں - تو نکاح بھی آسمانی کہلا سکتا ہے۔

سوال ۱۳ - مولوی ثناء اللہ زندہ ہیں - اور مرزا صاحب مر گئے - حالانکہ مباہلہ کیا تھا -

جواب ۱۳ - مباہلہ ہرگز نہیں ہوا - خود مولوی ثناء اللہ نے مرقع قادیانی میں لکھا ہے کہ جھوٹے کے سامنے سچے کا مرنا کچھ دلیل نہیں جس طرح مسیلمہ کے سامنے نبی کریم کا انتقال ہو گیا (حالانکہ نبی کریم اس کے مرنے کی خبر سنا چکے تھے) اب سوچو کہ کون مسیلمہ ہوا - جب کہ اس نے صاف لکھ دیا تھا - کہ مجھے تمہارا طریق فیصلہ منظور نہیں - ہاں بدوں کو زیادہ عمر دی جاتی ہے۔

سوال ۱۴ - اپنے کو انبیاء سابقین سے افضل بولتے ہیں

جواب ۱۴ - امام عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں یا معاشر الانبیاء خضنا البحر الذی کنتم علے ساحلہ اے نبی کی جماعت ہم اس دریا میں گھس گئے - جس کے صرف کنارے پر تم تھے - "من نمی گویم ولیکن عیسیٰ ثانی شدم" کا قائل مشہور ہے -

سوال ۱۵ - مرزا صاحب اپنی کتاب کو لاجواب بتاتے ہیں - حالانکہ اس میں سے بہت غلطیاں نکالی گئی ہیں - پھر بہت سے غلطیاں تو لاجواب کتابیں لکھیں - گلستان - بوستان بھی لاجواب ہیں

جواب ۱۵ - پادریوں اور آریوں نے قرآن کی بیشمار غلطیاں نکالیں - جب گلستاں بوستاں لاجواب ہیں - تو قرآن کا معجزہ بھی رد شد۔

سوال ۱۶ - کہتے ہیں کسوف و خسوف ۱۳ - اور ۲۷ - کو ہوتا ہے - حالانکہ حدیث میں اول ونصف رمضان مذکور ہے -

جواب ۱۶ - علامہ ابن تیمیہ نے کتاب تعارض بین العقل والنقل میں یہی بات تمام صحابہ و تابعین سے نقل کی ہے - ان سے نپٹ لیجئے -

سوال ۱۷ - کہتے ہیں کہ عالم خواب میں خدا کی روشنائی مرزا صاحب کے کپڑے پر گری۔

جواب ۱۷ - کہتے ہیں کہ خدا کی قدرت سے حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں - جب وہ قدرت ہے تو یہ بھی قدرت ہے -

سوال ۱۸ - احمد بیگ کی لڑکی سے شادی کرنے کے لئے بڑی بڑی دھمکی کے خط لکھے - بڑی بڑی کوشش کی - کیا یہ شہوت پرستی نہیں - اور کیا ایسی دھمکی دینا نبی کی شان ہے ؟

جواب ۱۸ - حضرت زینب کا واقعہ ایک عیسائی کی نظر میں شہوت پرستی ہے - پھر حبب الی من دنیاکم ثلث النساء والطیب ... دنیا میں تین چیزیں مجھے محبوب ہیں - عورتیں اور خوشبو اور قرة عینی فی الصلوٰة [illegible] شہوت پرستی - ارحنا یا حمیراء - اے حمیرا ہمیں راحت پہنچا - یہ بھی شہوت پرستی ہوگی (نعوذ باللہ) بلقیس کے حاصل کرنے کے لئے حضرت سلیمان کی دھمکی سننا چاہتے ہو - فلنأتینہم بجنود لا قبل لہم بہا ولنخرجنہم منہا اذلۃ وہم صاغرون - ہم ایسا لشکر لے کر آئیں گے - جس سے وہ مقابلہ نہیں کر سکینگے - اور ہم انھیں ذلت کے ساتھ بستی سے نکال دینگے -

سوال ۱۹ - کرشن کو پیغمبر بولتے ہیں

جواب ۱۹ - نبی کریم بولتے ہیں ہم نہیں - ان فی الھند نبی اسود اللون یقال لہ کاھن - ہند میں ایک نبی ہوا ہے سیاہ رنگ اس کا نام کاہن (کنھیا - کرشن) تھا - دیکھئے نام اور حلیہ سب کچھ ہے -

سوال ۲۰ - ۴۰ کروڑ مسلمانوں کو کافر بولتے ہیں اور خود مسلمان بنتے ہیں -

جواب ۲۰ - آپ تو ۶۰ کروڑ کو کافر بتاتے ہیں چین کے سارے بدھ - ہندوستان کے سارے ہندو - سب کافر -

سوال ۲۱ - حدیث میں آیا ہے کہ سواد اعظم کی پیروی کرو کثرت کس کی طرف ہے -

جواب ۲۱ - بسم اللہ - بدھ مذہب اختیار کیجئے - یا نہیں تو

تو عیسائیت ہی سہی۔ ہندوستان میں ہندو مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔ پھر اہل حدیث کم۔ اور اہل فقہ زیادہ ہیں۔ اور سنیئے! ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک۔ اکثر زمین والوں کی اتباع کرو گے تو تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ حضرت مسیح کے ۱۲ حواری مومن اور ۱۲۰۰۰ کافر۔ حضرت نوح کیلئے وما آمن معہ الا قلیل آیا ہے۔

سوال ۲۲۔ عبدالحکیم خان کیوں مرتد ہو گئے بڑے مفسر قرآن تھے۔

جواب ۲۲۔ کاتب وحی کیوں مرتد ہو گیا خداوند تعالےٰ نے احسن الخالقین نے اس سے بہتر مفسر جماعت احمدی کو عطا کرنا تھا

سوال ۲۳۔ دوسری خلافت ہی میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور خواجہ صاحب نے مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف تعلیم دینی شروع کر دی۔

جواب ۲۳۔ نبی کریم کی تیسری خلافت (عثمانیہ) میں پھوٹ پڑ گئی۔ حضرت مسیح کی تعلیم کے خلاف تعلیم [illegible] شروع ہو گئی

سوال ۲۴۔ بہشتی مقبرہ بنایا۔

جواب ۲۴۔ جنت البقیع بنایا۔

سوال ۲۵۔ یکسر الصلیب میں کسر (توڑنا) کا لفظ ہے۔ اس سے مراد تصفارنی کیسے ہو سکتی ہے۔

جواب ۲۵۔ ترمذی میں طیبی کا قول دیکھئے المراد من کسر الصلیب اظہار کذب النصارٰی کسر صلیب سے مراد نصارٰی کی غلطی ظاہر کرنا ہے۔

سوال ۲۶۔ احمدیوں کی عجیب منطق ہے کہ مرزا صاحب کو مان لو۔ اگر وہ جھوٹے بھی ہوں۔ تو تم پر کچھ مواخذہ نہیں۔

جواب ۲۶۔ یہ منطق قرآن کی سکھائی ہوئی ہے۔ مولوی ثناء اللہ مرقع قادیانی میں فرماتے ہیں

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

اگر یہ جھوٹا ہی تو اس کا وبال اُسپر پڑیگا۔ اگر سچا ہی تو تم پر وہ باتیں آنے والی ہیں۔ بلحقًا اور ایک آیت میں تھی۔ ان افتریتہ فعلی اجرامی وانا بری مما تجرمون اگر میں نے افترا کیا ہے۔ تو میرا جرم مجھپر اور میں تمہارے جرموں سے بری ہوں والسلام

یہ پہلی قسط ہی۔ اللہ تعالےٰ حکیم وقدیر نے قبول فرمایا۔ جماعت نے پسند کیا۔ تو بقیہ اعتراضات کی بھی قسط شائع ہو جائیگی۔

خداوند تعالےٰ اس کو مفید و با برکت کرے۔ آمین

خاکسار

عبدالحکیم کنگی۔

از

سمبل پور

اڑیسہ

سالانہ جلسہ ۱۹۱۷ء کی مختصر کارروائی

۲۵-دسمبر ۱۹۱۷ء

اس دفعہ سالانہ جلسہ کا پہلا اجلاس ۲۵-دسمبر بعد نماز ظہر زیر صدارت جناب مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب دو بجے کے بعد مسجد نور میں منعقد ہوا۔ مرزا ناصر احمد صاحب صاحبزادہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ جن کی عمر قریباً آٹھ سال ہے۔ اور قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں کے تلاوت قرآن کریم کے بعد جناب قاسم علی خاں صاحب قادیانی نے اپنی ایک نظم پڑھی۔ جو اسی موقع کے لئے ہی کہی گئی تھی اور جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

شکر خدائے کن فکاں - پروردگار قادیاں
پھر آئی فصل گلستاں - لائی بہار قادیاں

ان کے بعد حکیم احمد حسین صاحب لائل پوری نے بھی اپنی نظم سنائی۔ اور پھر اڑھائی بجے کے قریب جناب شیخ عبدالرحمن صاحب، نومسلم مولوی فاضل تعلیم یافتہ مصر نے اپنا لیکچر شروع کیا۔ جو بعض ان بڑے بڑے اعتراضات کے جواب میں تھا۔ جو غیر مسلم اسلام پر کیا کرتے ہیں۔

آپ نے الہام کی حقیقت اور ضرورت بتاتے ہوئے اس پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کا پوری قابلیت سے جواب دیا۔ نیز ملائکہ۔ شیطان۔ قیامت تقدیر۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے نہایت خوبی سے جواب دیئے ساڑھے چار بجے لیکچر ختم ہوا۔ اور جناب میر ناصر نواب صاحب قبلہ نے چندہ شفاخانہ کے متعلق ایک نظم پڑھی۔ اور اس کے بعد اس دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

۲۶-دسمبر ۱۹۱۷ء

اس دن دس بجے کے قریب حافظ جمال احمد صاحب کے تلاوت قرآن کریم کرنے۔ اور جناب قاسم علی صاحب قادیانی کے نظم پڑھنے کے بعد زیر صدارت جناب خان صاحب اکبر حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد کارروائی شروع ہوئی۔ جناب حافظ روشن علی صاحب نے مسائل مختلفہ مابین احمدیان و غیر احمدیان پر ایک نہایت زبردست اور مدلل تقریر فرمائی۔ جس سے سامعین بہت محظوظ اور مستفید ہوئے یہ تقریر میں نے اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق تمام کی تمام قلمبند کر لی ہے۔ جو انشاء اللہ بہت جلدی شائع کی جائیگی جن احباب نے اس کو سنا ہے۔ وہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ کیسی زبردست۔ اور مدلل تقریر تھی۔ اور اس کا غیر احمدیوں میں تقسیم کرنا کس قدر ضروری اور مفید ہوگا۔ امید ہے کہ ایسے احباب نہایت جوش سے کے ساتھ اس کے شائع ہونے پر اس کی متعدد کاپیاں غیر احمدیوں میں تقسیم کریں گے۔ یہ تقریر سامعین نے اس دلچسپی اور محویت سے سنی کہ باوجودیکہ حافظ صاحب مقررہ وقت سے زیادہ لے چکے تھے۔ اور نماز کا وقت بھی قریب آگیا تھا۔ لیکن ان کا تقاضا یہی تھا کہ حافظ صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔ آخر پونے ایک بجے حافظ صاحب نے وقت کی کمی کی وجہ سے تقریر ختم کی۔ اور اجلاس ظہر و عصر کی نماز کے لئے برخواست ہوا۔

دوسرا اجلاس اڑھائی بجے جناب میر حامد شاہ صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ حافظ جمال احمد صاحب کے تلاوت قرآن کریم کرنے کے بعد جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے مسائل مختلفہ مابین احمدی جماعت و غیر از جماعت کے متعلق تقریر شروع کی۔ اگرچہ جناب میر صاحب کی طبیعت کئی دن سے ناساز تھی۔ اور اس وقت بھی پورا آرام نہ تھا۔ تاہم آپ نے ایک گھنٹے کے قریب نہایت زبردست اور پرزور تقریر کی۔ اور غیر مبائعین کے طرز عمل اور تحریروں سے بتایا کہ ان کا سلسلہ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ خاص کر تبلیغ یورپ میں ان لوگوں نے جو طریق کار اختیار کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق آپ نے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی منشا اور ارادہ کے بالکل خلاف ہے۔

آپ کی تقریر بھی قلم بند کر لی گئی ہے۔ جو بعد میں شائع کی جائیگی۔

میر صاحب کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے غیر مبائعین کے بعض ان اعتراضات کے جواب میں۔ جو وہ اکثر کرتے رہتے ہیں۔ بہت اچھی تقریر کی۔ اور خاص کر حضرت مسیح موعود کے اسمہ احمد کا مصداق ہونے کے متعلق کئی ایک نکتے بیان فرمائے جو جلسہ کی مفصل کارروائی کے ذیل میں درج کئے جائیں گے۔

آپ کے لیکچر کے بعد اس دن کی کارروائی ختم ہوئی

۲۷-دسمبر ۱۹۱۷ء

اس دن کی کارروائی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے رونق افروز ہونے پر شروع ہوئی۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے نہایت عمدگی سے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور پھر جناب میر حامد شاہ صاحب نے اپنی نظمیں سنائیں۔ جن میں درد اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کے بعد جناب قاسم علی صاحب نے جناب ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر رامپوری کی نہایت دلکش اور جوش انگیز نظم سنائی۔ اور اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک نہایت لطیف نظم پڑھی۔ ساڑھے گیارہ بجے حضور نے تقریر شروع فرمائی۔

حضور نے پہلے اپنی صحت کے متعلق خدام کو خوشخبری سنائی۔ کہ پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ اور خاص کر اس دن سے کہ خواجہ حسن نظامی نے مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اس کے بعد اس مخالفت کا ذکر فرمایا جو چاروں طرف سلسلہ احمدیہ کے خلاف برپا کی جا رہی ہے۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے تیاری کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خواجہ حسن نظامی کے متعلق جو میں نے مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں ایک ہزار آدمی کو ساتھ لے کر مباہلہ کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ معلوم نہیں خواجہ صاحب مباہلہ کرتے ہیں یا نہیں۔ لیکن ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔ اس لئے جو دوست مباہلہ میں شامل ہونا چاہیں۔ وہ اپنا نام بھائی عبدالرحمن

صاحب قادیانی کو لکھا دیں۔

اس تقریر میں حضور نے باہر سے آنے والے احباب اور ساکنان قادیان کو بہت سی نصائح بھی فرمائیں۔ جو انشاء اللہ اصل تقریر میں شائع ہونگی۔ نماز ظہر و عصر کے لئے پہلا اجلاس ختم ہوا۔ اور بعد نماز چند نکاح ہوئے۔ جن کے متعلق حضور نے ایک مختصر مگر نہایت لطیف خطبہ پڑھا جو انشاء اللہ جلد ہی شائع کیا جائیگا۔ اس کے بعد حضور نے علم دین حاصل کرنے کے متعلق نہایت ہی موثر اور پرزور تقریر فرمائی۔ اور علم دین حاصل کرنے کے آٹھ طریق بھی بتائے۔ جن کا مختصر ذکر آئندہ پرچہ میں کیا جائیگا۔ اور مفصل اصل تقریر میں ہوگا۔

حضور کی تقریر سوا پانچ بجے ختم ہوئی۔ اور اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

۲۸-دسمبر ۱۹۱۷ء

اس دن۔ آنریری کپتان سردار بہادر صوبیدار میجر غلام محمد صاحب کے زیر صدارت پہلا اجلاس شروع ہوا۔ اور چند ایک ریزولیوشن پیش ہوئے۔ جن میں ایک مولوی محمد احسن صاحب کے مجلس معتمدین سے خارج کئے جانے۔ اور دوسرا غیر مبائعین کے اپنے آپ کو وزیر ہند کے سامنے جماعت احمدیہ کا قائم مقام پیش کرنے کے خلاف تھا۔ نیز ایک ریزولیوشن اس ایڈریس کی تائید میں پیش ہوا جو زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی وزیر ہند کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

اس کے بعد حافظ جمال احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور پھر جناب ذوالفقار علی خانصاحب کی نظم قاسم علی خان صاحب قادیانی نے پڑھی۔ جو نہایت عمدہ اور موثر تھی۔ اس کے بعد جناب نواب خاں صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی نے اپنی نظم نہایت خوبی اور دلکش پیرایہ میں سنائی۔ یہ نظمیں انشاء اللہ آئندہ پرچوں میں شائع ہونگی۔

اس کے بعد جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے صدر انجمن کی رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں بتایا کہ سال زیر رپورٹ کی آمدنی ۱۰۷۹۹۸-۳-۷ ہے۔ اس آمدنی میں ترقی اسلام کی آمد شامل نہیں ہے۔ اور خرچ ۱۱۲۷۰۶-۱۰-۲ ہوا۔

گذشتہ سال کی نسبت اس سال آمدنی میں ۱۶۰۰۰ کے قریب اضافہ ہوا۔ الحمدللہ۔

اس کے بعد آپ نے مختلف صیغہ جات کی آمد و خرچ بیان کیا۔ اور گذشتہ سالوں سے مقابلہ کر کے بتایا کہ کس قدر ترقی ہوئی ہے۔

بعد ازاں شاخہائے صدر انجمن کی جو تعداد میں ۱۸۴ ہیں کمیٹیاں کی۔ اس لحاظ سے سب سے اول نمبر پر قادیان کی انجمن رہی۔ اور دوسرے درجہ پر سیالکوٹ کی۔

اس رپورٹ کے متعلق بھی ہم مفصل انشاء اللہ آئندہ لکھینگے۔

اس کے بعد چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے۔ نے ترقی اسلام کی سالانہ رپورٹ پڑھی اور بتایا کہ سال زیر رپورٹ میں ترقی اسلام کا کل چندہ ولایت فنڈ کے علاوہ ۲۳ ہزار ایک سو ۳۱ روپیہ ۱۲ آنہ ۲ پائی اور خرچ ۲۲۷۴۵-۱-۹ ہوا۔

مختلف مدات کا آمد و خرچ پیش کیا گیا۔ اور بتایا۔ اس سال گذشتہ سال کی نسبت آمد میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ لیکن اخراجات بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ ولایت میں ایک اور مبلغ بھیجا گیا۔ اور ماریشس میں بھی دوسرا مبلغ ارسال کیا گیا ہے۔ اور بھی بہت سے ٹریکٹ اور رسالے اور کتابیں شائع کی گئی ہیں مبلغین کے دورے ہوئے ہیں۔

ترقی اسلام کی مفصل رپورٹ بھی آئندہ شائع کی جائیگی۔

صدر انجمن احمدیہ اور انجمن ترقی اسلام کی رپورٹوں کے بعد چندہ جمع ہونا شروع ہوا ہے۔ اور ایک معقول رقم چندہ کی جمع ہو جانے کے بعد پہلا اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس شروع ہونے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور اپنی جماعت کو خاص طور پر دعائیں مانگنے کی تلقین فرمائی اس کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں ہوئیں۔ اور پھر دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی طرف سے ایک روپیہ فی وقت چندہ دیا۔ اس پر دوبارہ چندہ جمع ہونا شروع ہوا۔ اور مکرر ایک اچھی رقم جمع ہوگئی۔ کل جمع شدہ چندہ کا اعلان بعد میں معلوم ہونے پر کیا جائیگا۔ اس کے بعد چند نکاحوں کا اعلان ہوا۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر۔ الہام وحی یا کشوف اور خوابوں کے متعلق شروع فرمائی۔ اور وہ معارف اور نکات بیان فرمائے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کو خاص طور پر بخشے گئے ہیں۔ اس تقریر کا کسی قدر خلاصہ آئندہ درج کیا جائیگا۔ حضور کی تقریر رات کے آٹھ بجے ختم ہوئی۔

۲۹-دسمبر ۱۹۱۷ء

اس دن کی کارروائی زیر صدارت جناب شیخ یعقوب علی صاحب مسجد اقصیٰ میں شروع ہوئی۔

اول منشی جھنڈے خاں صاحب نے پنجابی نظم پڑھی۔ اس کے بعد جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے وعظ فرمایا۔ جس میں آپ نے غیر احمدیوں اور غیر مبائعین کے بعض سوالات کے جوابات دیئے۔ اور بتایا کہ اعتقادات صحیحہ اور اعمال صالحہ دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور لیس البر ان تولوا وجوھکم الآیہ کی تفسیر بیان فرمائی۔

اس کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے صداقت سلسلہ احمدیہ پر تقریر فرمائی فرمایا حضرت مسیح موعود کا دعویٰ مہدویت اور مسیحیت

کا ہے۔ جو کہ حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کے مطابق ایک ہی شخص ہے۔ اور وہ مسیح نبی بھی ہے آنحضرت نے وعدہ الٰہی یہ بیان فرمایا۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد ہونگے۔ سو اب چودھویں صدی جارہی ہے۔ مجدد ہونا چاہیئے۔

اس اجلاس کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی اور واپسی شروع ہو گئی۔

اس دفعہ خدا کے فضل و کرم سے پہلے کی نسبت بہت زیادہ احباب تشریف لائے تھے۔

مسجد نور کا صحن۔ جو پہلے کی نسبت وسیع کر دیا گیا تھا گیلریوں کے ذریعہ بیٹھنے والوں کے لئے بہت فراخ جگہ تیار کی گئی تھی۔ لیکن وہ تنگ ثابت ہوئی۔ مہمانوں کی صحیح تعداد معلوم ہونے پر درج کی جائیگی۔ اس دفعہ مستورات بھی پہلے کی نسبت زیادہ آئی تھیں۔ اور ان کا جلسہ بہت عمدہ اور باقاعدگی کے ساتھ ہوا۔ کوشش کی جائیگی کہ مستورات کے جلسہ کی مفصل کارروائی سے ناظرین کو آگاہ کیا جائے۔ منتظمین جلسہ کا انتظام ہر طرح بہت اعلیٰ اور قابل تعریف تھا۔ اور جلسہ نہایت کامیابی اور خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔ الحمد للہ۔

وی پی آتے ہیں

جن احباب نے باوجود اطلاعی کارڈ بھیجے جانے کے بھی قیمت پیشگی نہیں بھیجی۔ بحالیکہ ان کا چندہ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۱۷ء کو ختم ہو چکا ہے۔ ان سب کے نام اگلا پرچہ وی پی ہوگا۔ بصورت واپسی وی۔ پی اخبار ان کے نام بند ہو جائیگا۔ جو پرچہ وی پی ہونے والا ہے۔ اس میں رپورٹ جلسہ ہوگی۔

منیجر

خواجہ حسن نظامی کے متعلق

ضروری اطلاع

اخبار ویش مورخہ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۳ پر خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی ایک تحریر بعنوان "ان کی خواہش لاہور میں ہے" چھپا ہے۔ جو اس مباہلہ کے متعلق ہے۔ جس کے مخاطب ہمارے امام حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ہیں۔ اس کے بعض فقرات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب موصوف نے یہ تحریر بطور ایک اطلاع کے شائع کرائی ہے۔ اور اصل مضمون کوئی اور ہے جو انھوں نے ہمارے امام کو بھیجا ہے۔ اس کے متعلق میں یہ گذارش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک کہ یہ سطور لکھی جارہی ہیں۔ خواجہ صاحب کی طرف سے مضمون محولہ نہیں پہنچا۔ اور اخبار ویش کا پرچہ بھی ایک غیر مسلم سے اتفاقاً ملا ہے۔ اب اگر اس پرچہ کے مضمون کو اصل مضمون قرار دے کر جواب لکھ دیا جائے۔ تو خواجہ صاحب کہیں گے کہ اصل مضمون کے ملنے سے پہلے جواب قبل از وقت دے دیا گیا۔ مگر دوسری طرف ویش میں شائع شدہ تحریر کی وجہ سے عوام کو جواب کا انتظار ہوگا۔ اس لئے فی الحال یہی اعلان کر دینا مناسب سمجھا ہوں جب تک خواجہ حسن نظامی کا اصل مضمون ہمیں نہیں پہنچتا۔ یا اسی تحریر کو وہ اصل مضمون قرار دیکر ہمیں اطلاع نہیں دیتے۔ اس وقت تک ہماری طرف سے جواب کا انتظار کیا جائے۔ جب وہ مضمون پہنچ جائیگا۔ فوراً جواب شائع ہو جائیگا۔

خواجہ صاحب پر تعجب ہے کہ باوجودیکہ انھوں نے اس وقت تک کوئی مضمون حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے پاس لاہور میں مباہلہ کرنے کے متعلق نہیں بھیجا۔ پہلے ہی عوام میں یہ غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے کہ گویا انھوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو کوئی ایسا مضمون بھیجا ہے۔ اور اس کے جواب کا انھیں انتظار ہے۔ پھر اس سے بڑھکر حیرانی یہ ہے کہ ویش کے اس پرچہ میں خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ "میں نے مباہلہ کی حیثیت سے ان (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو چیلنج نہیں دیا تھا۔ نہ **مباہلہ کا نام اس مضمون میں تھا**۔ جو اس مسئلہ پر نظام المشائخ محرم نمبر میں شائع ہوا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے ایک گھنٹہ کا وقت نتیجہ کے واسطے مقرر کر دیا تھا۔ کیونکہ اس بلاوے کی حیثیت **مباہلہ** سے بالکل جداگانہ تھی۔"

معلوم ہوتا ہے ابھی سے خواجہ صاحب حواس باختہ ہونے لگ گئے ہیں۔ وہ ذرا نظام المشائخ کے اس محرم نمبر کو کھول کر ملاحظہ تو فرما لیتے۔ تا انھیں اپنے یہ الفاظ نظر آجاتے۔ کہ

"اگر تم کو **مباہلہ** منظور ہو تو ربیع الاول ۱۳۳۶ ہجری کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر اجمیر شریف آجاؤ۔"

کیا ان کے مندرجہ بالا الفاظ میں "مباہلہ کا نام" درج ہے یا نہیں۔ اور اس بلاوے کی حیثیت مباہلہ کی ہے یا کچھ اور۔ پھر کیا انھیں اپنا وہ مضمون یاد نہیں رہا۔ جو "اور بھی کسی کو کچھ نہ دو کہ ہم میں تو لینے کی لیاقت نہیں" کے عنوان سے ۹۔ دسمبر کے اخبار پیسہ اخبار میں انھوں نے درج کرایا تھا۔ اور جس میں صاف طور پر لکھا تھا کہ

"میں نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی ہے۔ ۶ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ کو خواجہ اجمیر میرزا قادیانی صاحب کو بلایا ہے۔"

کیا یہ مباہلہ کی دعوت نہ تھی۔ خیر اگر خواجہ صاحب موصوف کو اتنی بھی ہوش نہ تھی کہ اپنی ان تحریروں کو دیکھ لیتے۔ تو کیا انھیں اتنا بھی خیال نہ آیا کہ اپنے اسی مضمون کو جس میں انھوں نے "مباہلہ کا نام" تک لکھنے سے انکار کیا ہے۔ ان الفاظ سے شروع کیا ہے کہ

"جناب مرزا محمود احمد صاحب قادیانی نے اجمیر شریف کا **مباہلہ** قبول نہیں کیا۔"

یہی الفاظ بتا رہے ہیں کہ خواجہ صاحب نے اجمیر میں مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ اور وہ مباہلہ کا چیلنج وہی ہے۔ جو نظام المشائخ کے محرم نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۷ء پڑھ کر کس قدر حواس باختہ ہو گئے ہیں۔ بہرحال ہمیں انکے مضمون کا انتظار ہے۔ جب وہ موصول ہو جائیگا۔ اُسوقت اصل جواب کی طرف توجہ کی جائیگی۔ ہم نے الفضل کا پرچہ بذریعہ رجسٹری خواجہ صاحب کو بھیج دیا تھا ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ اگر کوئی مضمون شائع کریں۔ تو بہت جلدی [illegible]

نظم

خوبان عالم یکطرف یہ ابن مریم یکطرف

(از جناب قاسم علی خانصاحب قادیانی)

یہ نظم ۲۶ دسمبر ۱۹۱۷ء کو سالانہ جلسہ کے افتتاح کے موقعہ پر پڑھی گئی۔ ایڈیٹر

شکر خدا اے کن فکاں پروردگار قادیاں
پھر آئی فصل گلستاں۔ لائی بہار قادیاں

ہے لیلۃ القدر اس کی شب۔ ہیں چشم خورشید طرب
روشن ہیں کیا آیات رب۔ لیل و نہار قادیاں

شادابی باغ جہاں رونق دہ ہر بوستاں
وہ جاں فزا روح رواں ہے گلعذار قادیاں

راحت طلب نازک بدن۔ گل کھلائے گلزار چمن
ہیں مائل رنج و محن۔ دل ہیں ہے خار قادیاں

خوبان عالم یکطرف یہ ابن مریم یکطرف
محمود اعظم یکطرف عالی تبار قادیاں

ہر رنگ رنگ مصطفےٰ ہر شان شان اصطفےٰ
ہر سو ہے غل صلی علیٰ دیکھو نگار قادیاں

جو شوق حق سے آگیا۔ وہ عاشق و شیدا ہوا
جاں کی فدا نے رہنما دل کو نثار قادیاں

ہے آسماں کو آرزو کرتا ہی وہ یہ جستجو
ہو جاؤں میں با آبرو بن کر غبار قادیاں

جب مل گئے دو احمدی۔ مجنوں کو لیلیٰ مل گئی
محبوب کیا صورت ہوئی۔ بس یہ کہ یار قادیاں

جب پیش داور جائیگا۔ منہ کو سنا دکھلائیگا
اے منکر احمد بتا۔ ہے شرمسار قادیاں

ہے منزل عیسیٰ کہاں۔ وہ مشرقی بیضا کہاں
او بے خبر مقصد کا کہاں۔ وہ ہے منار قادیاں

جس سرزمیں پیدا ایک بھی یارب اگر ہو احمدی
کر اس کو ایسا متقی ہو یادگار قادیاں

حق سے ہے ہر دم التجا بر آئے میرا مدعا
میں تجھ میں تو مجھ میں سما اے میرے یار قادیاں

ہے اب جو زیر آسماں کوئی زمیں جنت نشاں
یثرب ثانی دار الاماں۔ وہ ہے دیار قادیاں

ہوں قادیانی نام کا۔ یارب بنادے کام کا
مومن ہو نیک انجام کا۔ قرب و جوار قادیاں

تعریض بیاران دیرینہ

(از جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی)

حضرت شاہ صاحب نے ۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۱۷ء کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جو نظمیں سنائی تھیں۔ ان میں سے دو درج ذیل کی جاتی ہیں۔ ایڈیٹر

کیا ملے گا تمہیں۔ اس دنیا پہ شیدا ہو کر
کون ہے۔ جو ہوا پست ... بالا ہو کر

کجروی بری تو انسان ہے فطرت کے خلاف
کیوں چلے آدمی ٹیڑھا بھلا سیدھا ہو کر

ہم کو افسوس ہے اُس شخص کی نادانی کا
جو کہ ناداں بنے جہان کے دانا ہو کر

اُن سے کیا پھر ملنے کی امید ہو کیوں کر ہم کو
بن گئے جو کہ ہوں بیگانہ شناسا ہو کر

وحی الہام سے ہو کر جو شریعت ... آیا
کیوں نبوت نہ ملے اس کو مسیحا ہو کر

ہوں گے کوئی جو بڑے بن کے ہیں عزت پائے
وہ تو مقبول خدا ہو گیا۔ چھوٹا ہو کر

کبر فرعون نے تھا۔ جس کو کہا انت ذلیل
کیسا چمکا ہے۔ وہ دیکھو ید بیضا ہو کر

میرے کہنے پہ ہوئے خوش۔ وہ نتیجہ کے بغیر
میری تحریر پسند آئی تماشا ہو کر

یتزوج و یولد کی بشارت آخر
ہو کے پوری رہی محمود سا بیٹا ہو کر

نعمت اللہ ولی نے جو کہا تھا پہلے
وہی موعود بنا پسر مسیحا ہو کر

دیکھیے آگے کہ یوں چھوٹے بڑے ہوتے ہیں
قادیاں سے جو گیا اونچے سے نیچا ہو کر

وقت ہے سخت۔ خدا جانے کہ کیا ہونا ہے
کیا دکھاتا ہے۔ زمانہ تہ و بالا ہو کر

طالب امن بنو۔ چھوڑ دو فتنہ و فساد
ہاتھ کیا آئے گا۔ بے فائدہ رسوا ہو کر

وقت گرامی

کرو ضائع نہ یہ وقت گرامی
کہ اس سے پاؤ گے عز دوامی

چلے آتے ہیں اب نصرت کے ایام
کھڑے ہو جاؤ سب بہر سلامی

بسر ہوتی رہی غفلت میں گر عمر
نہ اب دکھلاؤ تم ہرگز یہ خامی

سہارا چھوڑ دو سب این و آں کا
نہ دیکھو مقصد رومی و شامی

کرو کام اپنا امن و عافیت سے
کرو سب عزت حکم مقامی

اُٹھا لو خدمت اسلام سر پر
گلے میں ڈال لو طوق غلامی

جو کہتا ہے۔ امام وقت مانو
غنیمت سمجھو اس کی ذات سامی

کرو تم دین میں بس نام پیدا
بنو تم دین میں نامی گرامی

ہر اک چھوٹا بڑا مفلس و تونگر
ہے اسلام کا اب دل سے حامی

نہ خدمت سے کوئی بھی دستکش ہو
کوئی درمی ہو۔ یا ہو کوئی دامی

خدائی محکمہ کا در کھلا ہے
کرو حاصل کوئی اس میں اسامی

اُٹھو اب کارکن بن کر سند لو
کہ ہو دربار حق میں نیک نامی

شفیع روز محشر ہوں ہمارے
رسول پاک مکی تہامی

امام زمان پر نظر

(۲)

از جناب منشی خادم حسین صاحب بھیروی

اس محققانہ مضمون کا پہلا نمبر الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے - اور آج یہ دوسرا نمبر درج کیا جاتا ہے - اُمید ہے کہ تمام شیعہ حضرات عموماً اور علامہ حائری صاحب اور ایڈیٹر صاحب ذوالفقار نظر انصاف سے ملاحظہ کریں گے - (ایڈیٹر)

قولہ صدر المفسرین علامہ حائری ... نے ان مدعیان کاذب خاص کر مرزا قادیانی کی مکمل اور جامع تردید اور .... مہدی موعود علیہ السلام کی محققانہ مفصل تاریخ میں مشہور عالم کتاب غایت المقصود چار جلدوں میں عرصہ ۱۹ برس کا ہوا جب تصنیف اور شائع کی تھی جس میں سے ہم اس جگہ امام عصر علیہ السلام کے متعلق بعض اقتباسات ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کرتے ہیں -

اقول ایڈیٹر صاحب نے حائری صاحب اور ان کی کتاب کی یہ مبالغہ آمیز تعریف کر کے محض اپنی خوشامد پرستی - یا نمک حلالی کو ثابت کیا ہے - ورنہ جن لوگوں نے غایت المقصود کو ایک نظر سے دیکھا ہے - وہ جانتے ہیں کہ اس میں نہ حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل اور جامع تردید ہے - نہ وہ شیعوں کے مزعومہ امام کی محققانہ و مفصل تاریخ ہے - اور نہ ہی وہ مشہور عالم کتاب ہے - میرے خیال میں خاص لاہور کے لوگ بھی نوے فی صدی اس کتاب کو نہ جانتے ہونگے - باقی عالم اور اہل عالم کا تو کیا ذکر؟ دو جلدیں تو اس کی میں نے بھی مطالعہ کی ہیں - اول سے آخر تک دوسری کتابوں سے مقاصد نقل کر دیئے ہیں - اور مجتہد صاحب نے اپنے زور اجتہاد و قوت دماغ کو بوقت تالیف کتاب بہت ہی کم خرچ کیا ہے - اس موضوع پر تو اہل سنت میں کتاب حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خاں - اور شیعوں میں نجم ثاقب مرزا حسین النوری الطبرسی کی غایت المقصود سے بدرجہا بہتر ہیں -

قولہ ولادت حضرت امام زمان علیہ السلام - آپ سلسلہ ائمہ عشر اہل بیت معصومین علیہ السلام کے آخری امام اور حجت خدا ہیں - جو ۲۵۰ھ ہجری ماہ شعبان المعظم کی ۱۵ - تاریخ شب جمعہ کو حکیمہ خاتون کے مبارک بطن سے پیدا ہوئے" - ذوالفقار ۹ - جون ۱۹۱۷ء صفحہ ۲ - کالم نمبر ۱ -

اقول - ایڈیٹر صاحب ایمان سے فرمایئے - کیا یہ اسی کتاب کا اقتباس ہے - جس کے مولف کو آپ حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین علامہ حائری مجتہد العصر قبلہ دام ظلہٗ سے مخاطب کرتے ہیں - اور یہی اس محققانہ مفصل تاریخ کا نمونہ ہے - سو دیکھئے ان چار سطروں میں ہی آپ کے علامہ صاحب کس قدر فاش غلطیوں کے مرتکب ہوئے ہیں -

اول - ائمہ اثناعشر اہل بیت معصومین کے بعد علیہ السلام لکھا - حالانکہ علیہم السلام ہونا چاہیئے تھا

دوم سنہ ولادت امام ۲۵۰ ہجری لکھا ہے - حالانکہ وہ ۲۵۵ھ ہجری میں متولد ہوئے تھے -

دیکھو ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں - وشیخ طوسی از اسماعیل بن علی نوبختی روایت کردہ است کہ ولادت حضرت صاحب در سامرہ واقع شد در سال دویست و پنجاہ و شش بود - حق الیقین باب در احوالات امام دوازدہم مطبوعہ ایران ص ۱۲۳۵ -

اکمال الدین باب ۵۴ - ص ۲۴۱

سوم ماہ شعبان المعظم کی ۱۵ - تاریخ کو لکھ کر عید شب برات سے فائدہ اٹھانا چاہا ہے - گویا یہ امام زمان کی یادگار ہے - لیکن دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸ شعبان کو پیدا ہوئے تھے -

وکان مولدہ ثمان لیال خلون من شعبان سنۃ ست وخمسین ومائتین الخ

اکمال الدین باب ۵۴ ص ۲۴۱ یعنی آٹھ راتیں ماہ شعبان کی گذر چکی تھیں کہ آپ پیدا ہوئے تھے ۲۵۶ھ ہجری میں

نیز ایک اور روایت ہے کہ ۲۵۴ھ ہجری میں رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوئے تھے

ولد ولی اللہ الحجۃ بن الحسن بن علی بن محمد لیلۃ الجمعۃ غرۃ شہر رمضان سنۃ رابع وخمسین ومائتین من الہجرۃ

اکمال ص ۲۶۲

چہارم حکیمہ خاتون تو آپ کے باپ کی پھوپھی تھیں ان کے بطن سے امام کیسے پیدا ہوئے - امام صاحب کی والدہ ماجدہ کا مشہور نام تو نرجس خاتون ہے - اور دوسرے نام اُن کے یہ ہیں - ملیکہ - ریحانہ - سوسن صیقل - لیکن حکیمہ خاتون نہ تو آن کی والدہ ہیں - نہ اُن کی والدہ کے اسمار گرامی میں سے یہ نام کتب شیعہ میں دیکھا گیا - بلکہ اس موقعہ ولادت کے متعلق جو روایات ہیں ان میں اکثر حکیمہ خاتون کا نام نامی آتا ہے - اور وہ امام علی النقی کی ہمشیرہ صاحبہ ہیں - اور امام حسن عسکری کی پھوپھی - ثبوت کے لئے ملاحظہ ہوں - روایات ذیل

(۱) حدثنا علی بن احمد بن مہربار قال حدثنی ابوالحسین محمد بن جعفر الاسدی قال حدثنی احمد بن ابراہیم قال دخلت علی حکیمہ بنت محمد بن علی الرضا اخت ابی الحسن العسکری علیہم السلام فی سنۃ اثنین وثمانین بالمدینۃ اکمال الدین ص ۲۴۵ راوی کہتا ہے میں حاضر ہوا حکیمہ خاتون کی خدمت میں - جو امام محمد تقی بن امام علی الرضا کی صاحبزادی اور امام محمد نقی کی ہمشیرہ تھیں - ۲۸۲ھ ہجری میں بمقام مدینہ حاضر ہوا

(۲) کتاب اکمال الدین کا چالیسواں باب جس کا عنوان ہے باب ما روی فی نرجس ام القائم علیہ السلام واسمہا ملیکۃ - ص ۲۳۳ یعنی یہ باب خاص نرجس خاتون کے حالات میں ہے - جو امام قائم کی والدہ ہیں اور اُن کا نام (بلکہ لقب) ملیکہ ہے - ولد الخلف المہدی وامہ ریحانۃ ویقال لہا نرجس (

دیقال سوسن رخ کتاب اکمال الدین صفحہ ۲۴۱

(۳) ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔ و مشائخ ذوالاحترام محمد بن یعقوب کلینی و محمد بن بابویہ قمی و شیخ ابوجعفر طوسی و سید مرتضیٰ و غیر ایشاں از محدثان عالی شان بسندہائے معتبر روایت کردہ اند از ۱۲۹ حکیمہ خاتون کہ روزے حضرت امام حسن عسکری بخانہ من تشریف آوردہ و نظر تند بہ نرجس خاتون کردن۔ پس عرض کردم کہ اگر شما را خواہش او ہست بخدمت شما فرستم۔ فرمود اے عمہ این نگاہ از روئے تعجب بود کردیم۔ و فرمود خدا از و فرزندے بزرگوار بیرون آورد کہ عالم را پر از عدالت کند بعد ازاں کہ پر از جور شدہ باشد۔ گفتم کہ پس بفرستم بنزد شما؟ فرمود کہ از پدر بزرگوار امام رخصت بطلب در ایں باب حکیمہ خاتون گوید کہ جامہ ہائے خود را پوشیدم و بخانہ برادرم علی نقی رفتم رخ صفحہ حق الیقین

یہ وہ فاش اغلاط ہیں جن کے لئے ہمیں دوسرے اصحاب سے جاکر تحقیق و تفتیش کرانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہم خود ایڈیٹر صاحب اور صدر المفسرین صاحب کو ہی منصف قرار دیتے ہیں۔ انشاء اللہ وہ ضرور اپنی ان غلطیوں کا اعتراف کریں گے۔

دیکھا یہ ہے مسیح قادیان کا اعجاز کہ آپ نے ان کی کسر شان کی کوشش کی تھی۔ خدا نے تمہارے ہی دست قلم سے تمہارے علمی اور تاریخی کمالات کی پردہ دری ایک ادنیٰ خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ اور مسیح پاک کے غلام سے کرادی۔

قولہ آپ ہی تمام دنیا کی مختلف اقوام و مذہب میں منتظر ہیں

اقول ناظرین کرام! کیا آپ اس مضمون و بلیغ و جامع فقرہ کا مطلب سمجھ گئے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ موسائی یہودی جو ایلیا کی راہ دیکھتے ہیں۔ یا عیسائی جو اپنے یسوع مسیح کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں۔ یا عام مسلمان جو مسیح ابن مریم اور آئندہ پیدا ہونے والے مہدی علیہ السلام کے منتظر ہیں یا عام ہندو لوگ جو نہکلنک کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ سب کے سب محمد بن حسن العسکری علیہ السلام اپنے شیعوں کے امام مہدی ہی کے منتظر ہیں۔ جو ۲۵۴ یا ۲۵۵ یا ۲۵۶ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ سرداب سُرّ من رائے میں ہیں۔

جہاں تک میرا خیال ہے صدر المفسرین صاحب ایڈیٹر صاحب کی یہ نری خوش اعتقادی ہی یا ادعائے محض بہتر ہوتا کہ وہ مختلف مذاہب میں سے کسی اہل مذہب کی کوئی شہادت بھی پیش کرتے میرے نزدیک دوسرے تمام انبیاء مختلف اقوام و مذاہب کے مختلف موعودوں سے صرف ایک بارہویں امام مراد ہونیکا ثابت کرنا تو ایک امر محال ہے پہلے ذرا اپنے شیعوں کے ہی مختلف فرقوں اور ان کے مختلف موعودوں سے صرف ایک موعود مراد ہونا ہی ثابت کرکے دکھلائیں مثلاً

کیسانیہ جو بعد امام حسین علیہ السلام محمد بن حنیفہ فرزند جناب علی علیہ السلام کو خلیفہ اور مہدی جانتے ہیں۔

زیدیہ جو بعد امام زین العابدین علیہ السلام بجائے امام محمد باقر علیہ السلام زید کو امام برحق جانتے ہیں۔

اسمعیلیہ جو اسمعیل پسر امام جعفر صادق علیہ السلام کو امام مانتے ہیں۔

اسی طرح قریباً ہر ایک امام کے پیرو جدا جدا اور ہر گروہ اپنے ہی امام کو امام مہدی تسلیم کرتے رہے۔ تو کیا محمد بن حنیفہ بن علی اور زید بن امام زین العابدین اور اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہم السلام سے مراد بھی محمد بن حسن العسکری ہی تھے؟

لطیفہ ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر کا ایک استفسار بتکرار میری نظر سے گذرا جو وہ احمدیوں سے کرتے رہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے تو فرمایا تھا کہ مسیح ابن مریم تم میں آئیگا۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کس طرح مسیح ابن مریم ہوگئے۔

ایڈیٹر صاحب جو دنیا جہاں کے موعودوں سے مراد صرف امام مہدی موعود لیتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک موعود عیسائیوں کا یسوع مسیح۔ یا مسلمانوں کا ابن مریم بھی ہے۔ میں نہایت شکور ہونگا۔ اگر ڈاکٹر صاحب کی جو ان کے ہم مشرب ہیں اس بارہ میں تسلی کر دینگے۔ تاکہ پھر ہم ان سے دریافت کرسکیں کہ جب محمد بن حسن العسکری علیہم السلام ابن مریم ہو سکتے ہیں۔ تو مرزا غلام احمد کیوں ابن مریم نہیں ہو سکتے۔

احباب کی اطلاع

احمدیہ کواپریٹو سٹور قادیان

کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ سٹور کا پہلا سال ۳۰ نومبر ۱۹۱۶ء کو ختم ہوا ہے۔ اس سال باوجود ان مشکلات کے جو ہر کام کے ابتداء میں لاحق ہوا کرتی ہیں منافع بہت اچھا ہوا ہے یعنی ایک سو روپیہ پر بارہ روپیہ سال آئندہ سال انشاء اللہ اس سے بھی زیادہ کی امید ہے۔ جو صاحب اپنا روپیہ اس میں داخل کرانا چاہیں وہ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دے کر رسید حاصل کریں۔ اور اس کی اطلاع سکرٹری سٹور کو دیدیں۔ مزید حالات بھی سکرٹری سے دریافت کئے جا سکتے ہیں۔

(غلام محمد بی۔ اے۔ سکرٹری احمدیہ کواپریٹو قادیان)

تمام اولڈ بائز تعلیم الاسلام ہائی سکول کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس دفعہ جلسہ کے دنوں میں ایک اولڈ بائز کا عام جلسہ ہوگا جس میں انتخاب عہدیداران بھی ہوگا۔ اور قواعد و ضوابط پاس کئے جائیں گے۔

محمد مبارک اسمعیل پروونشل سکرٹری

ایک لڑکی کا نکاح ایک شریف گھرانے کی لڑکی کے لئے ایک ایسے شریف احمدی لڑکے کی ضرورت ہے۔ جس کی عمر زیادہ سے زیادہ پچیس سال اور آمدنی کم از کم ساٹھ روپیہ ماہوار ہو کسی شہری قوم کے لڑکے کو ترجیح دیجائیگی۔ لڑکی کی عمر پندرہ سال اور لکھی پڑھی ہے خط و کتابت مع تفصیلی حالات کے غلام نبی ... قادیان کے پتہ پر ہو۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام ۵۴۴ پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔